اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہٗ دعوۃ الحق

قرآن وسنت کی تعلیمات کا علمبردار

فون نمبر - رہائش : ۲   فون نمبر - دارالعلوم : ۴

ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ
جنوری ۱۹۸۴ء

ماھنامہ **الحق** اکوڑہ خٹک

جلد نمبر : ۱۹
شمارہ نمبر : ۴

مدیر : سمیع الحق

اس شمارے میں

بدل اشتراک

پاکستان میں سالانہ	-/۳۵	روپے
فی پرچہ	۳/۵۰	روپے
بیرون ملک سالانہ عام ڈاک	۴	پونڈ
″ ″ ہوائی ڈاک	۷	پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

کیسابلانکا میں چوتھی اسلامی سربراہ کانفرنس سے صدرِ پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے جس جرأت و اخلاص اور جس درد و سوز سے خطاب فرمایا اور جس انداز سے ملت مسلمہ کی دکھتی رگوں پہ ہاتھ رکھا، زخموں کو چھیڑا اور فاسد مادوں کی نشاندہی کی، اس پہ جناب صدرِ پاکستان اور پوری پاکستانی قوم کو خدائے بزرگ و برتر کا شکرگزار ہونا چاہیئے کہ سینوں کو حق کیلئے کھولنا اور زبانوں پر حق بات جاری کرانا بھی خالص اسی کی توفیق پہ منحصر ہے۔ عرب و عجم کی تفریق اور قومیت و وطنیت کے بُت پر ضرب کاری لگا کر صدرِ پاکستان نے اسلام کی حقیقی روح کو اجاگر کر دیا اور دائیں بائیں کے ٹیڑھے اور گمراہ کن راستوں کو چھوڑ کر یکلخت محمد عربی علیہ السلام کے خطِ مستقیم کو اپنانے کی بات کر کے انہوں نے عالم اسلام کو اس کا بھولا بھٹکا راستہ دکھلایا اتحاد و تضامن اسلامی کیلئے مرحوم شاہ فیصل کے بعد یہ دوسری آواز تھی جو عالمی سٹیج پہ بڑے شد و مد سے بلند ہوئی۔ مگر کیا اس ایک خطاب سے پاکستان اور اُس کے حق گو اور حق جو صدر کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔؟ ہرگز نہیں۔ صدرِ پاکستان نے اس خطاب سے اپنے آپ اور پوری قوم کو ایک عظیم چیلنج کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ اب اسلامی دنیا کی نظریں زیادہ شدّ و مد سے ہماری طرف اٹھیں گی یہ اگر پوری ملت کے دل کی آواز تھی تو اس پہ لبیک بھی سب سے پہلے ہمیں ہی کہنا ہوگا۔ اور عملی طور پہ عالم اسلام کی رہنمائی کرنا ہوگی۔ یہ خطاب اگر ایک طرف کڑی آزمائش ہے تو دوسرے طرف دنیا کی سُپر طاقتوں بالخصوص امریکہ اور یورپ کیلئے خطرہ کی گھنٹی بھی کہ وہ اپنے سیاسی خصوص مفادات کیلئے جس قدر بھی ہم سے قرب و محبت کی پینگیں بڑھائیں مگر عالم اسلام کے کسی گوشہ سے وہ ایسی کوئی آواز سننے کی روادار نہیں ہیں جو واقعی مسلمانوں کو ان کا بھٹکا ہوا راستہ بتلادے اور انہیں اتحاد و یگانگت اور اسلام سے حقیقی وابستگی کا ذریعہ بن سکے۔ شاہ فیصل مرحوم ملت کے ترجمان بن کر اُبھرے تو یہ آواز یورپ نے جلد ہی بند کرا دی۔ ہمارے صدرِ محترم اس میدان میں جتنا بھی جوش، ولولہ اور مؤمنانہ عزم سے قدم اٹھائیں امریکہ اور یورپ اسے اتنا ہی حدود سے تجاوز اور "گستاخانہ جسارت" سمجھ کر ان قدموں کو توڑنے اور اس آوازِ حق کو خاموش کرانے کے درپے ہوں گے۔ (ولا فعلھا اللہ) اس تقریر کے بعد انہیں اس نقطۂ نظر سے بھی نہایت محتاط اور بیدار رہنا ہوگا۔

★

چوتھی اسلامی سربراہ کانفرنس میں صدرِ پاکستان کی تقریر کا فوری طور پہ جو نہایت مفید نتیجہ برآمد ہوا وہ اسلامی تنظیم میں مصر کی واپسی کیلئے راستہ ہموار ہو جانا تھا اور ہمیں خوشی ہے کہ اسلامی تنظیم نے اس مسئلہ میں نہایت حقیقت پسندی

اور دانش مندی کا مظاہرہ کیا کہ تنظیم جوڑنے کیلئے ہوتی ہے توڑنے کے لئے نہیں اور بالفرض کوئی صبح کا بھولا گھر واپس آنا چاہے تو اُسے روکا نہیں جا سکتا۔ مصر ہمارا ایک عظیم اسلامی ملک ہے۔ عالمِ عرب میں تو اسے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر اسرائیل کے سلسلہ میں کوئی پالیسی قابلِ تحسین نہیں تو باقی عرب ممالک بلکہ ساری اسلامی دنیا بالخصوص لیبیا، شام، جنوبی یمن کا کردار کون سا قابلِ رشک اور قابلِ فخر ہے۔ جب مر مر کے جینا ہی سارے عالمِ اسلام نے شیوہ بنالیا ہے تو کسی ملک کے انفرادی مسلک کو باہمی نظم و اجتماع میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے۔ پچھلے دسمبر میں ہمارے پارلیمانی وفد کا دورۂ مصر بھی غیر شعوری طور پر دیگر محرکاتِ ربط و تجدید کے علاوہ اسلامی تنظیم میں مصر کی واپسی کے مقدس مشن کا جذبہ لیئے ہوئے تھا۔ اور ہمیں بے حد خوشی ہے کہ الحمدللہ بہت جلد عالمِ عرب کا عظیم رکن مصر اپنے عظیم اسلامی برادری میں دوبارہ شریک ہو رہا ہے۔ اس دورہ کے بعد اس مشن کی تکمیل کی سعادت کا زیادہ حصّہ بھی پاکستان کے صدر کے نصیب میں آیا جس پر پاکستانی قوم بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔

★

خلیج ٹائمز کے حوالہ سے اخباری اطلاعات کے مطابق عرب امارات کی ایک اہم ریاست ابوظہبی کے وزارت مذہبی امور و اوقاف نے اپنی ریاست میں قادیانیوں کی ہر قسم تنظیم اور کلب وغیرہ پر پابندی لگائی ہے۔ اعلان میں عوام کی توجہ تنظیم اسلامی کانفرنس کے اس فیصلہ کیطرف مبذول کرائی گئی ہے۔ جس پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ قادیانی استعماری طاقتوں سے تعاون کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے اسلام کا نام لے کر اسلامی شریعت کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کو ابوظہبی میں دفن کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کی کسی بھی تنظیم کیطرف سے جاری کردہ کسی سرٹیفکیٹ، سند یا کسی بھی دستاویز کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ـــــ ہم عرب اسلامی ریاست کے اس فیصلے کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے ریاست ابوظہبی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور عالمِ اسلام بشمول پاکستان کی توجہ رابطۂ عالمِ اسلامی کی اُس اہم اور مفصّل قرار داد کی جانب بھی مبذول کرانا چاہتے ہیں جو اس نے حال ہی میں جاری کروائی ہے۔ اور جس میں اسلامی ممالک اور مسلمانوں کو قادیانیت کے سلسلہ میں غفلت اور مداہنت پر سختی سے تنبیہہ کی گئی ہے۔ اور اس کے علانیہ اور درپردہ اسلام دشمن سرگرمیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ قادیانیت کے سلسلہ میں پاکستان کی ذمہ داری سب سے اہم اور بڑھ کر ہے کہ اس شجرۂ خبیثہ کو پھلنے پھولنے کے مواقع بھی بدقسمتی سے اسی سرزمین میں میسّر آئے تھے اور یہاں سے پھیل کر یہ آکاش بیل اسلامی دنیا کو مسموم اور مفلوج کرنا چاہتی ہے۔ ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ کے بعد اس سلسلہ میں قطعی اور واضح قانون سازی وقت کا فوری تقاضا ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت اسلامی انقلاب کیلئے کوشاں بھی ہے اور اس کے سربراہ بڑے حتمی قطعی اور واضح انداز میں اس فرقہ اور اس کے سربراہ کے کفر و ارتداد

کے بارہ میں لگی لپٹی بغیر اعلانات بھی کر چکے ہیں۔ یہ بڑی ستم ظریفی ہوگی کہ اسلامی برادری کے دیگر ممالک تو اس غلاظت سے اپنے دامن کو بچانے کی تدابیر اختیار کر رہے ہوں مگر تعفن کا یہ گٹر ارض پاکستان میں برابر ابلتا رہے اور اسکی سڑاند سے پوری اسلامی دنیا متاثر ہوتی رہے۔ کیا آقائے دو جہاںؐ سے محبت اور وابستگی اور ناموس ختم نبوت سے گرویدگی کا کوئی تقاضا بھی ہوگا یا صرف زبانی جمع خرچ ہی سے ہم عنداللہ اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

★

وسط جنوری میں اسلامی مملکت پاکستان کے سب سے بڑے شہر میں نمائش ہوئی۔ اخلاقی قدروں کی؟ جسمانی کمالات کی؟ اسلامی اوصاف و امتیازات کی؟ جی نہیں کتوں کی نمائش ہوئی منصف انگلینڈ سے آیا تھا جو کتا پرستوں کا قبلۂ عقیدت ہے۔ ان کتوں کے مالکان بھی کوئی ہمہ شما اور بازاروں میں چیخنے چلانے والے چوہڑے بھنگی نہیں تھے بلکہ بڑے بڑے جاگیردار اور یا دش بخیر پہلے پیپلز پارٹی کے دماغ اور اب نام نہاد تحریک استقلال کے عقل کل اور صف اول کے قائد جناب جے اے رحیم جیسے لیڈر جو اپنی کتیا ٹولیانہ کیساتھ ایسے وابستہ ہو چکے ہیں جیسے تاریخ میں لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کو یاد کیا جاتا ہے۔ بیشتر کتوں کیساتھ انکی مالکنیں بھی تھیں اور اخباری اطلاعات کے مطابق ایک کتے نے اپنی مالکن کیساتھ برسر عام وہ حرکت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تصدیق ہوگئی کہ تم یہود و نصاریٰ کے ہر ہر طریقہ کی پیروی کرو گے، گوہ کے بل میں وہ گھسیں گے تو تم بھی ایسا کرو گے اور بھرے راستوں میں کتوں اور سوروں کی طرح سفلی جذبات کی تسکین سے بھی نہیں شرماؤ گے۔ سور اور کتوں سے یہ عشق و محبت یہ مصاحبت اور معاشرت اگر ایسے لوگوں کے افکار و اذہان کیساتھ انکے اعمال و کردار بھی انہی جانوروں کے عادات و خصائل میں رنگ نہ جاتے تو یہ فطرت سے قطعاً بغاوت ہوتی۔ پھر افسوس ان لوگوں پر انہی کتا پرست انسان نما کتوں کی قیادت و سیادت کیلئے "سیاست و جمہوریت" کے خوشنما ناموں میں سرگرم عمل ہیں اور پھر اسے نام بھی جہاد اور قربانی کا دیتے ہیں۔

★

پچھلے دنوں فیصل آباد کے حضرت مولانا تاج محمود صاحب مرحوم مدیر ہفت روزہ لولاک کا سانحہ وفات پیش آیا مولانا مرحوم ان مجاہد علماء میں سے تھے جن کی ساری زندگی ملت مسلمہ کی سرخروئی آزادی، مظلوموں کی حمایت، حق کے فروغ اور اہل باطل کے تعاقب میں بسر ہوئی۔ مولانا مرحوم جہاد آزادی میں اپنے اکابر کے سپاہی رہے۔ پھر زندگی کا اہم مشن تاجدار ختم نبوت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاج و تخت ختم نبوت کا دفاع بنائے رکھا۔ وہ مرزائیوں کا بڑے تدبر، تحمل اور ٹھوس منصوبوں سے مقابلہ کرتے رہے یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ پچھلے دنوں اسلام آباد کے علماء کنونشن میں ان سے آخری ملاقاتیں رہیں وہ ایک طرف قادیانیوں کے بارہ میں فکرمند تھے تو دوسری طرف اتحاد بین المسلمین کیلئے بے چین اور مضطرب مندوبین کے ہجوم میں سرراہ جب بھی ملے انہی امور پر گفتگو کرنے لگتے۔ جائے تھے

دفعہ میں کچھ لوگوں کو صدر پاکستان سے مصافحہ اور مختصر ملاقات کا موقع مل جاتا۔ مولانا مرحوم کو بھی ڈائس پر جاکر صدر سے
گفتگو کی نوبت آئی۔ میں اتفاقاً اس وقت پاس ہی کھڑا تھا، ان کی صدر پاکستان سے جو بات ہوئی تو وہ بھی قادیانیت
کے بارہ میں تھی وہ بڑے درد و سوز سے صدر پاکستان کو اسلم قریشی کے اغوا کے مسئلہ پر توجہ دلا رہے تھے اور
صدر پاکستان اس سلسلہ میں ہر طرح کی تحقیقات کا ذکر کرتے رہے۔ مگر مولانا مرحوم کی آخری مصافحہ تک یہی تقاضا
تھا کہ اصل ملزم مرزا طاہر کو شامل تفتیش کئے بغیر نتائج برآمد نہیں ہو سکیں گے۔ یہی گویا ان کی آخری وصیت تھی
اور آخری نصیحت بھی کہ دین نصیحت ہی کا نام ہے۔ اور ان لوگوں کا ارباب اقتدار سے قرب و بعد اور دوستی اور
عداوت صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے ہوتی ہے۔

مولانا تو چلے گئے مگر یقین ہے کہ داور محشر کی خوشنودی اور شافع محشرؐ کی شفاعت کی زاد راہ ساتھ
لیکر گئے ہوں گے اور خلعت ختم نبوت کی حفاظت کے صلہ میں ان لوگوں کو خلعت رضا سے نوازنا رب کریم
کی غیرت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ سب سے بڑھ کر غیور ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق

بیاد مجلس شیخ الحدیث　　　ضبط و ترتیب :- مولانا عبدالقیوم حقانی
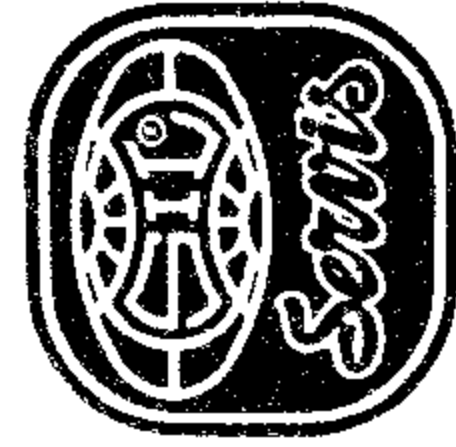
صحبتے با اہل حق

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی مجلس میں

کبائر سے اجتناب صغائر کے عفو کا ذریعہ ہے

فرمایا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما (النساء)

ترجمہ۔ اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں۔ تو ہم معاف کریں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں۔

حضرت شیخ الہند فرمایا کرتے تھے کہ زنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور اس کے دواعی صغائر ہیں۔ مثلاً غیر محرم عورت سے تعلقات استوار کرنا۔ بدنظری میں مبتلا ہونا۔ غیر محرم کے پاس ہدایا و تحائف بھیجنا۔ اور گفتگو کرنا۔ اور اس کے پاس آتے جاتے رہنا وغیرہ یہ سب گناہ ہیں۔ اور صغائر ہیں۔ جب انسان ان امور کو کر گذرتا ہے تو کبیرہ (زنا) تک پہنچ جاتا ہے۔ اب ایک شخص ہے۔ جسے زنا پر قدرت حاصل ہوگئی ہے۔ کوئی مانع اور رکاوٹ موجود نہیں۔ لیکن ایسی حالت میں وہ خدا کے خوف کو دل میں لا کر خود کو زنا سے روک لے۔ گویا اس نے کبیرہ سے اپنے کو محفوظ کر لیا۔ اب اس سے قبل اس نے جس قدر صغیرہ گناہ اور زنا کے دواعی کا ارتکاب کیا تھا اللہ تعالیٰ سب معاف فرما دیں گے۔ اللہ رب العزت کے ارشاد گرامی "ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ الخ" کی مراد بھی یہی ہے۔

من قال انا وقع فی العنا غرور و تکبر کا انجام ذلت و رسوائی ہوتا ہے۔ اور عجز و انکساری اور تواضع و خاکساری سے رفعت و عزت حاصل ہوتی ہے۔ من قال انا وقع فی العنا۔ جس نے کہا میں ہوں تو وہ مصیبت میں مبتلا ہوا۔ یعنی جس نے تکبر کیا اور بزعم خویش یہ سمجھنے لگے۔ کہ ہمچو من دیگرے نیست۔" میں" سب میں بالاتر انسان ہوں۔ اپنی طاقت و کمال پر غرور اور فخر کیا۔ تو یہ انسان خائب و خاسر اور ذلیل و خوار ہو کر تکالیف و مصائب میں پھنس جائے گا۔ ہندوستانی لوگ " من قال انا وقع فی العنا" کی بڑی اچھی تعبیر کرتے ہیں۔ جب کوئی کسی کے دروازے پر آ جاتا ہے اور دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ تو اگر گھر والا اندر سے پوچھے کون ہو؟ اور جواب میں وہ کہے کہ " میں" تو ہندوستانی کہتے ہیں " میں کے گلے چھری" وہ میں سے مراد بکری لیتے ہیں

کیونکہ بکری جب آواز نکالتی ہے تو "میں" "میں" کرتی ہے۔ غرض یہ کہ جس نے بھی دنیا میں رہ کر "میں میں" کرنا شروع کرلیا وہ عنا اور مصیبت میں پڑے گا۔

مخالفت کی طوفان میں کامیابی کی راہ | فرمایا کہ ہر کام میں صبر و استقلال اور استقامت سے کام لینا چاہیئے۔ کسی نیک کام میں مخالف لوگوں کی مخالفتوں اور پروپیگنڈوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ ہمارے دارالعلوم کی تو ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ مخالف کو نہ چھیڑا جائے اور نہ اس کے ساتھ جوابی معاملہ کیا جائے۔ ہم پر مخالفتوں کے طوفان آتے ہیں لیکن ہم نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور برابر اپنے کام میں لگے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دارالعلوم دن دگنی اور رات چگنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ بحمداللہ آج دارالعلوم دنیا میں ایک عظیم اسلامی مرکز سمجھا جاتا ہے اور چار دانگ عالم میں اس کا چرچا ہے۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ آمین

حضرت تھانویؒ اور مسئلہ مثناۃ | فرمایا کہ جن دنوں ہم صدرا پڑھتے تھے۔ صدرا میں مسئلہ مثناۃ[1] جو بڑا مشکل اور معرکۃ الآراء مسئلہ ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے ہم نے مختلف علماء کی تقاریر مطالعہ کیں۔ لیکن تشفی نہیں ہوئی۔ مگر حیرت ہوئی کہ حضرت تھانوی کی تقریر بھی موجود تھی۔ یقین نہیں آتا تھا کہ حضرت تھانویؒ نے اس مسئلہ پر بھی لکھا ہوگا۔ مگر جب غور سے مطالعہ کیا تو ہماری حیرانگی اور تحیر کی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم بندے نے صدرا کے مثناۃ جیسے مشکل، لاینحل اور الجھے ہوئے مسئلہ کو بھی سلجھا رکھا ہے۔

تفسیر بیان القرآن | فرمایا۔ حضرت تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن بے نظیر تفسیر ہے انسان کو بڑی بڑی تفاسیر سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ بڑی جامع اور تحقیقی انداز میں ہے۔

---

[1] مثناۃ بالتکریر۔ کتاب صدرا میں ایک مغلق و دقیق مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے اثبات پر جوہر فرد باطل ہوتا ہے اور جوہر فرد کی ابطال پر قیامت کے انکار کا توقف ہے۔

اسی طرح مثناۃ بالتکریر کے ابطال پر جوہر فرد ثابت ہوتا ہے اور جوہر فرد کے اثبات پر قیامت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مثناۃ بالتکریر کی مثال یہ ہے کہ ایک عدد کو اپنے نفس میں ضرب دی جائے تو مربع اور اگر اس عدد کو دوسرے عدد سے ضرب دی جائے تو مسطح حاصل ہوتا ہے یعنی ۴×۴ = ۱۶ مربع ہے اور ۴×۶ = ۲۴ مسطح ہے۔ جس طرح اصل اعداد ۴، ۶ میں نسبت مثل اور سدسین کی ہے۔ اسی طرح اس کے حاصل یعنی مربع و مسطح جو ۱۶ اور ۲۴ ہے میں بھی نسبت مثل اور سدسین کی ہے بالفاظ دیگر ۲ بنسبت ۴ نصف ہے اور ۲ بنسبت ۸ بھی نصف ہے تو ان اعداد کی نسبتوں میں تثنیہ و تکرار آیا ہے اس لئے اسے مثناۃ بالتکریر کہا جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے میسر العسیر فی مبحث المثناۃ بالتکریر از مولانا عبدالحیؒ کا مطالعہ کریں۔ (ع۔ق)

بالخصوص عربی میں آپ کے حاشیہ " التکشف عن مہمات التصوف " نے توسونے پر سہاگے کا کام کیا ہے یقیناً علم وتصوف کے بیش قیمت جواہرات ہیں۔ جو آپ نے ایک سلک میں حسن ترتیب سے پروئے ہیں۔

حضرت تھانوی کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ مشکل سے مشکل مواضع ومسائل کو واضح، آسان اور ایسے احسن انداز سے حل فرماتے ہیں کہ کوئی الجھن اور اشکال باقی نہیں رہتی۔

جب ہم جلالین اور بیضاوی پڑھتے تھے تو ان تفاسیر کو حل کرنے کے لئے ہم نے بیان القرآن کو کافی وشافی پایا۔ دوسری تفاسیر سے ہمیں اس قدر اطمینان وتشفی حاصل نہیں ہوتی تھی جتنی کہ بیان القرآن سے۔

حضرت تھانوی کی علمی وتصنیفی خدمات | حضرت تھانوی کی تصانیف کو دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس قدر علمیت اور ہمت وصلاحیت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اوقات میں کس قدر برکتیں رکھ دی تھیں کہ ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ جس میں امت کی اصلاح وفلاح کا کافی سامان موجود ہے اور علم وعمل کی تشنگی بجھانے کے لئے ایک چشمہ فیض ہے کہ لوگ سیراب ہوتے ہیں۔

آپ کا وعظ وتبلیغ اور رشد وہدایت کے دیگر امور اور تدریسی خدمات اس پر مستزاد ہیں۔

حضرت تھانویؒ کی تصانیف کا وزن وافادیت اور عظمت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بہت کم ہی ایسے مصنفین گذرے ہیں جن کی زندگی میں ان کی کتاب کو مقبولیت عامہ وخاصہ حاصل ہوئی ہو۔ مگر حضرت تھانویؒ کی تصانیف کو ان کی زندگی میں اشاعت اور بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ جیسا کہ متقدمین محدثین میں ایک مثال امام بخاری کی صحیح کی ہے کہ امام بخاری کی حیات میں اس کتاب کو عام وخاص نے پسند کیا۔ بلکہ آپ سے براہ راست نوے ہزار سے ایک لاکھ تک تلامذہ نے پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور اپنے ہاتھوں لکھی۔ اور یہ ایک بے نظیر تواتر ہے جو صرف صحیح بخاری کو حاصل ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اور مقبولیت عامہ | اسی طرح ہمارے دور کی عظیم شخصیت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب ہیں۔ جن کی زندگی میں ان کی تصانیف کو عوام وخواص میں مقبولیت نصیب ہوئی۔ اور ایسی ہمہ گیر مقبولیت کہ شرقاً غرباً۔ شمالاً جنوباً دنیا کا کوئی خطہ اور آبادی ایسی نہیں جہاں تبلیغی نصاب سے استفادہ نہ کیا جاتا ہو۔ اور صرف اس ایک کتاب کو نہیں بلکہ آپ کی دوسری علمی کتابیں مثلاً کوکب الدری لامع الدراری اوجز المسالک وغیرہ بھی علماء وطلباء اور علمی حلقوں کی مقبول اور منظور کتابیں ہیں۔ پس یہ ایک درجہ وفضیلت ہے۔ جو کم ہی مصنفین کو حاصل ہوتا ہے۔

خاص برائے الحق

مولانا محمد شہاب الدین ندوی۔ ناظم فرقانیہ اکیڈمی
بنگلور ـــ ۵۷ (جنوبی ہند)

عورت اور آزادانہ سیر و سیاحت

ایک آیت قرآنی پر بحث

لفظ سیاحت و رہبانیت کی تحقیق قرآن، حدیث اور کلام عرب کی روشنی میں

تمہید | ابھی چند ماہ پہلے دہلی میں "عورت اور اسلام" کے موضوع پر ایک سیمنار منعقد ہوا جس میں چند اہل علم نے شرکت کی اور اسلام میں عورت کے مقام کے بارے میں مختلف حیثیتوں سے مقالات پڑھے گئے اور مباحثے ہوئے۔ راقم سطور بھی ایک مقالہ نگار کی حیثیت سے اس سیمنار میں شریک رہا۔ چنانچہ اس سیمنار میں بعض مقالے اسلام کی صحیح نمائندگی کرنے والے بھی تھے اور بعض میں تجدد نوازی کا رنگ جھلک رہا تھا۔ اور بعض مقالات انتہائی قابل اعتراض تھے، جن پر مباحثوں کے دوران کافی لے دے بھی ہوئی، انہی قابل اعتراض مقالات میں رامپور کے ایک صاحب کا مقالہ "عورت اور تعلیم" کے موضوع پر تھا۔ جس میں موصوف نے عورتوں اور مردوں کے درمیان کامل مساوات، عورتوں کی بے پردگی، عورتوں کو ہر قسم کا علم حاصل کرنے اور دنیا کی سیر و سیاحت کی آزادی اور ملکی و انتظامی معاملات میں حصہ لینے کے جواز کا دعویٰ کرتے ہوئے بعض قرآنی آیات سے غلط استدلال کیا تھا اور بڑی جسارت و دیدہ دلیری کے ساتھ بعض من مانے دعوے کرتے ہوئے مفسرین و مترجمین قرآن کو خواہ مخواہ مطعون کرنے کی کوشش کی تھی۔

موصوف کے بے بنیاد دعووں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں پر لفظ السائحون (توبہ: ۱۱۲) اور السائحات (تحریم: ۵) آیا ہے۔ اس سے مراد روزہ رکھنے والے نہیں بلکہ صرف "سیر و سیاحت کرنے والے" مراد ہیں۔ اور جن مترجمین نے اس کا ترجمہ روزہ رکھنے والے کیا ہے۔ وہ معاذاللہ خائن و بددیانت اور آیات الٰہی میں معنوی تحریف کرنے والے ہیں۔ پھر انہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ چونکہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی آزادانہ سیر و سیاحت کا حق حاصل ہے۔ اس لئے انہیں آزادانہ تعلیم حاصل کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک دعویٰ کر دیا ہے کہ عورت ملکی و سیاسی معاملات میں بھی حصہ لے سکتی ہے اور اس کو گھر کی چہار دیواری کے اندر اپاہج بن کر بیٹھنا قطعی حرام ہے ـــــ لہٰذا اس مضمون میں اس دعوے اور مذکورہ

قرآنی الفاظ کی تحقیق مقصود ہے کہ ان الفاظ کا اصل مفہوم کیا ہے، اور کتب لغت و تفاسیر میں اس کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ نیز کلام عرب اور دورِ رسالت میں کن کن معانی میں مستعمل و مروج تھا اور روزہ رکھنے کا مفہوم اس میں کس طرح پیدا ہو گیا؟ اس جائزے سے جہاں ایک طرف اس لفظ کی صحیح حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آجاتی ہے تو دوسری طرف دین کا ایک تکمیلی پہلو اور دنیا کے سب سے بڑے معلم اخلاق کا ایک اصلاحی کارنامہ بھی سامنے آتا ہے۔

چند بنیادی اصول | بحث کا آغاز کرنے سے پہلے چند بنیادی اصول و مبادی کا تذکرہ کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پہلی بات یہ ہے کہ علمی دنیا اختلاف رائے ایک فطری واقعہ ہے اور یہ حقیقت دینی و دنیوی تمام علوم و فنون میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ خالص شرعی و فقہی امور بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اگر اختلاف رائے نہ ہوتا تو پھر فقہ اسلامی کے وہ مشہور مذاہب بھی وجود میں نہ آتے جن پر قرون اولیٰ سے لے کر آج تک برابر عمل ہو رہا ہے۔ مگر یہ اختلاف رائے قرآن اور حدیث کے واضح دلائل اور دیگر صحیح اصولوں کی بنیاد پر ہے۔ جن پر "علم اصول فقہ" میں بحث کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ فقہی مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) باہم مختلف ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو گمراہ اور بد دیانت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ یہ اختلافات نفسانی خواہشات کی بنیاد پر نہیں بلکہ ہر ایک کے پاس نظری و عملی حیثیت سے معقول دلائل موجود ہیں۔ یہ دراصل اسلامی شریعت کی وسعت و ہمہ گیری ہے۔ تاکہ وہ اسلام کی عیدیت و عالمگیری کے تقاضوں کی رو سے تمام جغرافیائی خطہ ہائے ارض کے مطابق ثابت ہو سکیں، جیسا کہ محققین کی رائے ہے۔

اس لحاظ سے مجرد اختلاف رائے کوئی غلط بات یا قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ مگر ہاں جیسا کہ عرض کیا جا چکا اختلاف رائے صحیح اصولوں کی بنیاد پر اور مدلل ہونا چاہیے۔ خصوصاً جب کہ معاملہ دین و شریعت کا بھی ہو۔ کیونکہ ہماری کسی بھی غلط حرکت اور غلط اقدام کا اثر نہ صرف معاشرے پر بُرا پڑتا ہے۔ بلکہ یہ اقدام دینِ الٰہی کی تحریف اور خلقِ خدا کو گمراہ کرنے کا بھی باعث ہوتا ہے۔ جو خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ اور باعثِ عذاب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اختلاف رائے اور بحث و مباحثہ انتہائی متانت اور شائستگی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ کسی پر شخصی حملہ یا سب و شتم کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ زرّیں اصول پیش نظر رہنا چاہیے کہ علمی بنیادوں پر کسی پر تنقید کرنا تو بالکل جائز ہے مگر اس کی تنقیص کرنا جائز نہیں۔ یعنی کسی پر تنقید بالکل علمی ہو شخصی نہ ہو۔ غیر ضروری سب و شتم اہل علم کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جس علم یا فن پر گفتگو کی جا رہی ہو اس کے مالہ و ماعلیہ یعنی اس کے تمام متعلقات

کا مطالعہ کر لینا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ کسی فن پر گفتگو کرنے سے پہلے اس فن کی تحصیل اور اس کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن پر گفتگو کرنے سے پہلے قرآن اور عربی زبان کا صحیح علم حاصل کر لینا چاہیے۔ پھر اگر قرآن کے شرعی احکام و اوامر پر گفتگو ہو تو اس کے لیے "اصولِ فقہ" کا مطالعہ بھی ضروری ہو جاتا ہے جس میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ قرآن اور حدیث سے احکام و مسائل کا استنباط کرنے کے اصول و آداب کیا ہیں؟ ان تمام علوم پر حاوی ہونے کے بعد زبان کھولنا چاہیے۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کوئی شخص اگر کسی فن میں مہارت نہیں رکھتا تو پھر اُس فن کے مسائل میں فتویٰ دینے بیٹھ جائے! ایسا تو دنیا کے کسی بھی علم و فن میں نہیں ہوتا تو پھر لوگ کتاب اللہ ہی پر کیوں اپنی طبع آزمائی کرتے ہیں؟ کیا اللہ کا کلام اتنا سستا ہو گیا ہے کہ اس کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے کسی بھی علم کی تحصیل یا کسی بھی فن میں مہارت کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟ کیا کوئی شخص ڈاکٹری یا علمِ طب کی تحصیل کے بغیر ڈاکٹری کر سکتا ہے؟ نیز کیا کوئی شخص علم سائنس حاصل کئے بغیر مسائل سائنس پر بحث کرنے اور ان میں رائے دینے کا مجاز ہو سکتا ہے؟ وقس علیٰ ذالک۔

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جس علم و فن پر گفتگو کی جائے پہلے اس کا صحیح علم حاصل کر لیا جائے۔ خصوصاً کتاب اللہ میں کسی قسم کا توڑ مروڑ یا غلط استنباط بالکل جائز نہیں ہے۔ ورنہ بصورتِ دیگر وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔ جیسا کہ مشہور مقولہ ہے: "نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلا خطرۂ ایمان۔" چنانچہ ایک حدیث میں بغیر علم صحیح کے محض اپنی رائے کی بنیاد پر کتاب اللہ کی تفسیر کرنے کی سخت وعید آئی ہے:

من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار: جس نے قرآن میں (بغیر علم کے) اپنی رائے سے کچھ کہا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے[1]۔ ایک دوسری حدیث میں "برأیه" کی جگہ پر "بغیر علم" بھی آیا ہے[1]۔

چوتھی بات یہ ہے کہ علم ایک مقدس امانت ہے، اس میں کسی قسم کا دھوکا اور مکر و فریب نہ ہونا چاہیے کیونکہ عالم کی تعریف ایک حدیث میں یہ بتائی گئی ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کا امین ہوتا ہے[2]۔ اسی طرح علم میں کسی دنیوی غرض کی خاطر کسی قسم کی تلبیس و تحریف بھی نہ ہونی چاہیے۔ ورنہ وہ نہ صرف علم کے ساتھ بلکہ پوری قوم و ملت کے ساتھ بھی خیانت و بدخواہی ہوگی جس کی کسی ایماندار آدمی سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس قسم کی بدعہدیاں

---

[1] جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیه، ج ۴ ص ۲۶۸ مطبوعہ بیروت۔

[2] العالم أمین الله فی الارض۔ (کنز العمال: ۱۰/ ۷۷، طبع ثانی، ۱۳۸۲ھ)

یہود و نصاریٰ کا شیوہ تھیں۔ کیونکہ وہ دنیوی اغراض و مقاصد کی خاطر اللہ کے بعض احکام چھپا دیتے تھے، اور آیات الٰہی میں تلبیس و تحریف سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اس قسم کی کسی بھی تلبیس و تحریف کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا گیا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ : یقیناً وہ لوگ جو ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو چھپا دیتے ہیں جن کو ہم نے اتارا ہے، اس کے بعد بھی کہ ہم نے ان باتوں کو لوگوں کے لئے (اپنی اس) کتاب میں وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور (دوسرے) لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔ (بقرہ: ۱۵۹)

اور دوسری جگہ کہا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے عوض میں تھوڑا سا مول لیتے ہیں۔ تو یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں، اللہ ان سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ (بلکہ) ان کے لئے دردناک قسم کا عذاب ہوگا۔ (بقرہ: ۱۷۴)

اسی بنا پر حدیث میں کہا گیا ہے:

انما أخاف على امتي الأئمة المضلين : میں اپنی امت کے بارے میں صرف گمراہ قسم کے قائدین سے ڈرتا ہوں۔[۴]

ایک دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

شرار الناس شرار العلماء في الناس : بدترین لوگ بدترین علماء ہیں۔[۵]

---

[۴] ابوداؤد، کتاب الفتن، حدیث نمبر ۴۲۵۲، ج ۴ ص ۴۵۱، مطبوعہ حمص، نیز ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی ائمۃ المضلین، ۳/۳۴۲، نیز سنن دارمی، مقدمہ، باب ۲۳، ۱/۷۰، نیز مسند احمد ۵/۲۷۸، بیروت۔

[۵] کنز العمال: ۱۰/۱۱۰، مطبوعہ حیدرآباد۔

زیر بحث مسئلہ | اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کی تعریف کرتے ہوئے جو اس کی راہ میں جد و جہد کرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں، ان کی چند صفات اس طرح گنائی ہیں:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ : بیشک (مومن مجاہد وہ لوگ ہیں جو) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، شکر بجالانے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اچھے کاموں کا حکم کرنے والے، بری باتوں سے روکنے والے ہیں۔ اور ایسے ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو۔ (توبہ : ۱۱۲)

اس آیت کریمہ سے ماقبل فرمایا گیا ہے۔: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی جانوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔ جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں اور شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ تورات، انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے، اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے۔ سو جو سودا تم نے کیا ہے اس سے خوش رہو، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔" (توبہ : ۱۱۱)

ان دونوں آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ اہل ایمان کی پوری زندگی ایمان کے تقاضے کے مطابق احکام الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ جب وہ اللہ کی راہ میں جد و جہد کرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں تو سیدھے جنت میں چلے جاتے ہیں۔ اور اگر زندہ رہتے ہیں تو اُن کی زندگی اُن صفات کے مطابق ہوتی ہے۔ جو اوپر گنائے گئے ہیں ـــــ اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی سے متعلق ایک آیت کریمہ آئی ہے جس میں ازواجِ مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے نیک سیرت بیویوں کی تعریف و توصیف اس طرح کی گئی ہے:

رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۔ اگر نبی تمہیں طلاق دیدے تو بہت جلد اس کا رب اس کے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں عطا کرے گا۔ جو اطاعت گذار، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار، روزہ دار، بیوائیں اور کنواریاں ہوں گی۔ (تحریم : ۵)

اس آیت کریمہ کا ماحصل جیسا کہ اس کے سیاق و سباق نیز کتب تفسیر و حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے ایک خانگی واقع کی بنا پر جس میں بعض ازواج کے درمیان رشک و رقابت کا معاملہ پیدا ہو گیا تھا، بعض ازواج مطہرات کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طلاق دے دی تو آپ کو ہم سے بہتر بیویاں نہیں ملیں گی۔

اس حیثیت سے یہ آیت کریمہ نہ صرف ازواج مطہرات کو نیک سیرتی پہ اُبھار رہی ہیں۔ بلکہ ایک آئیڈیل مسلم عورت کی توصیف بھی کر رہی ہیں کہ ایک صحیح اور سچی اللہ کی بندی کی صفات کیا ہونی چاہئیں اور اسکی زندگی کیونکر گزرنی چاہیئے۔

اس طرح سورۂ توبہ اور سورۂ تحریم کی ان آیات میں فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں کا تذکرہ بطور ایک مثالی نمونہ اور آئیڈیل ہے۔ اب ان دونوں آیتوں میں موضوع بحث الفاظ السائحون اور السائحات ہے۔ مفسرین کے نزدیک ان دونوں الفاظ کے اصل معنی روزہ رکھنے والوں کے ہیں۔ جیساکہ اوپر ترجمہ کیا گیا ہے۔ مگر اس کے دیگر ثانوی معنی بھی آتے ہیں، جیساکہ تفصیلی بحث اگلے صفحات میں آئے گی۔

اب دیکھئے مضمون نگار نے ان دونوں آیات کے متعلق ایک غلط اور بے سرو پا دعویٰ کر کے ان آیات کے اصل مفہوم کو بگاڑنے اور محض اپنی ذہنی اُپج کے ذریعے بعض نئے خیالات سے ان کو ہم آہنگ کرنے کی کس طرح کوشش کی ہے۔! چنانچہ مضمون نگار کا دعویٰ یہ ہے کہ السائحون کے معنی صرف "سیر و سیاحت کرنے والوں" کے ہیں۔ اور اردو کے جن مترجمین نے اس کا ترجمہ "روزہ رکھنے والے کیا ہے۔ وہ کتاب اللہ میں تحریف کرنے والے اور بے بنیاد نظریات قائم کر کے دیدہ و دانستہ معنی بدلنے والے ہیں۔ ان کی نظر میں مولانا ابوالکلام آزاد ہی وہ واحد مترجم ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں دیانتداری کا مظاہرہ کیا ہے۔ (تفصیل آگے آئے گی۔) پھر اس کے بعد یہ فتویٰ لگا دیا ہے کہ "سائحات" سے مراد چونکہ سیر و سیاحت کرنے والی عورتیں ہی ہیں۔ اس لئے عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح سیر و سیاحت کرنے اور آزادانہ تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہ مضمون نگار کی محض ایک ذہنی اُپج ہے کہ اول تو اس سے ایک ایسا حکم نکال رہے ہیں۔ جو صحیح تفسیر و روایات کے تحت ثابت نہیں ہوتا۔ اور پھر اس کو ایک دوسرے معاملے سے متعلق بھی کر رہے ہیں۔ یعنی آزادانہ حصول تعلیم، جس کا نہ تو ان آیات سے کسی قسم کا تعلق ہے۔ اور نہ کوئی جوڑ۔

پھر فرماتے ہیں کہ "آپ عربی کی تمام لغات چھان ماریئے آپ کو سیاحت کے معنی روزہ رکھنا نہ ملے گا"

بہت خوب! اس کو کہتے ہیں: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

ان الفاظ کی لغوی تحقیق تو ابھی آپ کے سامنے آئے گی اور ڈھول کا پول کھل جائے گا۔ لیکن پہلے آپ مذکورہ بالا آیات میں معنوی اعتبار سے غور کیجئے کہ موصوف نے جو مفہوم بیان کیا ہے۔ اور اس سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ خود ان آیات پہ کہاں تک چسپاں ہو سکتا ہے۔؟ اور راقم سطور نے آیات بالا کی جو تشریح و تفسیر اُن کے سیاق و سباق کے تحت کی ہے، کیا اسکی روشنی میں اس قسم کا کوئی نتیجہ نکل بھی سکتا ہے۔؟ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اس طرح آزادانہ سیر و سیاحت کرنے اور آزادانہ تعلیم حاصل

کرنے کی اجازت دی گئی تھی ۔؟ کیا انہوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے بھی اس طرح کی کوئی مثال قائم کی ہے ۔؟ کیا حدیث، و سیر اور تاریخ کی کتابیں اس قسم کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہیں ؟ ذرا غور فرمایئے یہاں پر تذکرہ عام مسلمان عورتوں کا نہیں بلکہ صرف ازواج مطہرات کا ہو رہا ہے ۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے عام مسلمان عورتوں کے لئے ایسا مخصوص حکم ثابت کرنا جس کا کوئی نمونہ یا عملی مثال ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے نہ پیش کیا ہو، ایک غلط اصول ہے ۔ اس حیثیت سے ازواج مطہرات کی زندگیاں ہی مسلمان عورتوں کے لئے مشعل ہدایت ہیں ، نہ کہ ان کی مبارک سیرتوں سے انحراف کرکے آزاد روی اور آزادانہ میل جول اختیار کرنا ۔ (واضح رہے کہ مضمون نگار مسلمان عورت کے لئے کسی بھی قسم کے پردے کے قائل نہیں ہیں ۔)

واضح رہے کہ راقم سطور عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں ہے بلکہ عورتوں کو اسلامی ضوابط اخلاق کی پابندی کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرنا جائز و مباح ہے خصوصاً دینی تعلیم ۔ جیساکہ ازواج مطہرات کی سیرتیں اس باب میں بھی ہماری رہنمائی و رہبری کے لئے کافی و شافی ہیں ۔ خصوصاً سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رض ۔ چنانچہ آپ عورتوں میں اپنے دور کی سب سے بڑی عالمہ اور فقیہہ تھیں ، حتیٰ کہ بڑے بڑے صحابہ رض تک آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے چنانچہ صحاح ستہ وغیرہ میں آپ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں ، جن پر دین و شریعت کا بہت بڑا مدار ہے ۔ اور "بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہے۔"[۶]

اس طرح سورۂ توبہ کی آیات میں یہاں پر مومنین و مجاہدین کی صفات بیان کرتے ہوئے جسطرح ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے ۔ اس میں بھی آزادانہ سیر و سیاحت یا تفریح وغیرہ کا کوئی موقع محل نہیں ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس موقع پر کسی قسم کی تفریح یا سیر سپاٹے کی تعریف نہیں کی جارہی ہے ۔ اگرچہ تفریح کرنا یا سیر و سیاحت کرنا کوئی ناجائز فعل یا قابل مذمت حرکت نہیں ہے ۔ مگر اس کو اس آیت کریمہ کے ذیل میں نہیں لایا جا سکتا ۔

ائمہ لغت کی تحقیق

اب آیئے ان دونوں الفاظ (سائحون اور سائحات) کے بارے میں سب سے پہلے مستند ائمہ لغت کی تحقیق کو دیکھیں کہ وہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ چنانچہ "لسان العرب" عربی زبان کی سب سے بڑی اور سب سے مفصل لغت ہے ۔ اس کے مؤلف علامہ ابن منظور تحریر فرماتے ہیں :

"لفظ "سَیح"[۷] کے اصل معنی بہنے والے پانی کے ہیں ۔ (السیح : الماء الظاهر الجاری على وجه الأرض ۔) ۔ اور "ماءٌ سَیحٌ" بہتے ہوتے پانی کو کہتے ہیں ۔"

---

۶ سیر الصحابیات ، از مولانا سعید انصاری ، ص ۳۰ ، طبع پنجم ، ۱۹۷۲ء

۷ اسی سے سائحون اور سائحات مشتق ہے ۔ عربی زبان کے قواعد کے مطابق ان سب کا اصل مادہ (ROOT) "س ی ح" ہے ۔

اسی سے لفظ سیاحت بھی ہے، جس کے معنی عبادت و ریاضت کی خاطر زمین میں چلنے کے ہیں ۔۔۔ (والسیاحة الذهاب فی الارض للعبادة والترهب)۔ اور مطلق چلنے کو بھی سیاحت کہا جاتا ہے۔ (وساح فی الارض یسیح سیاحةً أی ذهب) [۵]

دیکھئے یہاں پر سیاحت کے اوّلین معنی عبادت و ریاضت کی خاطر زمین میں نقل و حرکت کے قرار دئے گئے ہیں جو اردو والوں کے لئے شاید ایک بالکل ہی نیا اور چونکا دینے والا مفہوم ہے۔ اور پھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ موصوف نے اس مفہوم کو مطلق چلنے پر مقدم رکھا ہے۔

اب آیئے سائحون اور سائحات کی طرف تو اس سلسلے میں صاحب لسان العرب مشہور ائمہ لغت و نحو کے اقوال سے استدلال کرتے ہوتے تحریر کرتے ہیں کہ "سیاحت" کے معنی روزہ رکھنے کے بھی ہیں:

وقوله تعالیٰ: الحامدون السائحون، وقال تعالیٰ: سائحات ثیّبات وأبکاراً، السائحون والسائحات: الصائمون۔ قال الزجّاج: السائحون فی قول أهل التفسیر واللغة جمیعاً الصائمون۔

یعنی سائحون اور سائحات سے مراد ہیں روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔ زجاج نے کہا ہے کہ تمام اہل لغت اور تفسیر کے نزدیک اس سے مراد روزہ رکھنے والے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے زجّاج کوئی ملّا یا مولوی نہیں بلکہ لغت و نحو کے مشہور امام ہیں جو بصرے میں چوتھی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔

پھر صاحب لسان تحریر کرتے ہیں: ومذهب الحسن أنهم یصومون الفرض: اور حسن بصری کے مسلک کے مطابق یہ وہ لوگ ہیں جو فرض روزے رکھتے ہیں۔

وقیل انهم الذین یُدیمون الصیام۔ وهو مما فی الکتب الاول: اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت اگلی کتابوں کے مطابق ہے۔

(باقی آئندہ)

---

[۵] لسان العرب، ۲/۴۹۲، طبع جدید، دار صادر بیروت۔

جناب مولانا مدرار اللہ مدرار - مردان

تحریفِ قرآن کا فتنہ

—— عالمِ اسلام اور مسلمان حکومتوں کیلئے لمحۂ فکریہ؟

ما قولکم ایھا العلماء رحمکم اللہ فی ھٰذا الباب کہ

دشمنانِ اسلام خصوصاً یہودیوں نے اپنی دیگر اسلام دشمنیوں کے علاوہ قرآن مجید میں تحریف کرنے کے لئے اپنی ناپاک سرگرمیاں جاری کر رکھی ہیں۔ چنانچہ سعودی حکومت نے حکومت پاکستان کے نوٹس میں یہ بات لائی ہے کہ یہودیوں نے قرآن مجید کے تحریف شدہ کئی لاکھ نسخے چھپوائے ہیں جن کو اسلامی ممالک اور پاکستان میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ حکومت پاکستان نے پہلی فرصت میں ایک خصوصی چٹھی کے ذریعے صوبائی حکومتوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے تاکہ سرکاری سطح پر قرآن مجید کے اس قسم کے نسخوں کی تلاش کی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے کتب فروشوں کی دکانوں پر چھاپے مارے جائیں۔ اور جس دکاندار کے پاس ایسے نسخے برآمد ہوں اسے گرفتار کیا جائے۔ اور اس پر باقاعدہ مقدمہ بھی چلایا جائے۔

چنانچہ ضلع مردان کی انتظامیہ نے حکومت کی ہدایات کے بموجب اس مقصد کے لئے ایک پارٹی تشکیل دی جس میں ڈسٹرکٹ خطیب۔ ایک مجسٹریٹ، ایک پولیس افسر اور دو کنسٹیبل تھے۔ اس پارٹی نے سٹی مردان کے تمام کتب فروشوں کی دکانوں پر چھاپے مارے۔ جس کے دوران بازار بگٹ گنج کے ایک دکاندار کی دکان سے تحریف شدہ قرآن مجید کے دو نسخے برآمد ہوئے جن کو پارٹی نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ اور دکاندار کو گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا گیا۔ دکاندار چند دن حوالات میں رہا۔ بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور تفتیش جاری ہے۔

اب حالات متقاضی ہیں کہ علمائے کرام قرآن مجید کے دونوں نسخوں کا مطالعہ کریں جو ایک جیسے ہیں اور مطالعہ کے بعد اپنا فتویٰ صادر فرمائیں کہ مذکورہ نسخے واقعی تحریف شدہ ہیں یا نہیں؟ اگر وہ تحریف شدہ ثابت ہوں تو علمائے کرام مردان کی ضلعی انتظامیہ کی دینی رہنمائی فرمائیں۔ تاکہ وہ اس سلسلے میں تفتیش اور تعزیری اقدامات کرتے ہوئے

مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں۔

تحریف شدہ قرآن کے مذکورہ نسخوں کے کوائف یہ ہیں۔

۱۔ ان نسخوں کو تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی نے شائع کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ کسی دشمن اسلام نے تاج کمپنی کی آڑ میں یہ حرکت کی ہو۔ بہرحال یہ امر بھی تحقیق طلب ہے۔

۲۔ اس تحریف شدہ قرآن کو اول سے آخر تک دو رسم الخطوں میں لکھا گیا ہے۔ پہلا رسم خط چھاپنے والے کی اپنی ایجاد ہے۔ اور دوسرا رسم الخط مصحف عثمانی کا ہے۔ پہلے رسم الخط میں مرکبہ حروف کو مفردات کی شکل میں الگ الگ لکھا گیا ہے جس کا نمونہ یہ ہے۔

بِ اسْمِ اللّٰہِ ۔ لِ اللہ ۔ عَلٰی ھِمْ ۔ فِیْ ہِ ۔ بِ الْغَیْبِ ۔ بِ مَا اِلَیْ کَ ۔ قَبْلِ کَ ۔ لَ ھُمْ قُلُوْبُ ھِمْ ۔ سَمْعِ ھِمْ ۔ بِ اللہ بِ الْیَوْمِ ۔ اِنَّ ھم ۔ مَعَ کُمْ ۔ فَ مَا تِجَارَتُ ھُمْ ۔ کَ مَثَلِ

مطلب یہ کہ مصحف عثمانی کے رسم خط میں تغیر و تبدیل کی گئی ہے اور یہ سلسلہ آخر تک چلا گیا ہے۔ تو کیا شریعت کی رو سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کے رسم خط اور قرآنی وضع کی مخالفت جائز ہے؛ جب کہ علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ مصحف عثمانی کا خط توقیفی ہے یعنی حکم الٰہی کے مطابق ہے۔

۳۔ مذکورہ نسخوں میں نظم قرآن اور ترتیب کو بھی تبدیل کیا گیا ہے۔ اور بعض آیات کو دوسری آیات میں خلط ملط کیا گیا ہے۔

قرآنی آیات کی ترتیب میں اختلاط اور خلل واقع ہونے سے ان کے معنوں میں بڑا فرق واقع ہو جاتا ہے اور کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔ مثلاً سورۂ فاتحہ کی پانچویں، چھٹی، ساتویں اور آٹھویں سطر اس طرح پڑھی جاتی ہے۔

"غَیْرِ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلٰی ھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝"

اب ظاہر ہے کہ مذکورہ آیتوں کی ترتیب میں اختلاط اور خلل واقع ہونے سے ان کے معنوں میں بھی بڑا فرق واقع ہوا۔ اور اگر کوئی اپنی نماز میں سورہ فاتحہ کو مذکورہ آیتوں کی ترتیب کے ساتھ پڑھے تو نہ صرف یہ کہ اس کی نماز ادا نہ ہوگی، بلکہ کفر واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

ذیل میں قرآن کے مذکورہ نسخے میں سے ایک دوسری مثال پیش کی جاتی ہے۔ صفحہ ۱ پر پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی سطر اس طرح لکھی ہے۔

" خَيْرٌ ط اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَ اِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
خَيْرٌ ط اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِ غَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِ اَنَّهُمْ
الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ "

مذکورہ سطروں میں سے پہلی سطر کے آخری دو کلموں اور دوسری سطر کے پہلے کلمے کو ملایا جائے تو اس طرح پڑھا جائے گا۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ خَيْرٌ ط

جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہود پر بھلائی مسلّط کی گئی۔ اور اتنے سے جملے سے یہود کا اصلی منشا پورا ہو گیا کہ وہ از روئے قرآن بھلائی والی قوم ہے۔ اور یہ لفظی و معنوی دونوں طرح کی تحریف ہے جو قرآن کے اندر کی گئی ہے۔

تو اب قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن کی ترتیب میں اس طرح رد و بدل کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ قرآن کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے یعنی حکم خداوندی کے مطابق ہے۔

<u>استفتاء کا خلاصہ</u> قرآن مجید کے مذکورہ تحریف شدہ نسخوں میں دو قابل اعتراض امور کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اول یہ کہ ان میں مصحف عثمانی کے رسم خط کی مخالفت کی گئی ہے۔

دوم یہ کہ قرآن کی آیتوں کی ترتیب اور انضباط میں بھی تبدیلی، تکرار اور خلط ملط کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ تاج کمپنی نے اپنے دستور کے مطابق اس مطبوعہ قرآن مجید کے ابتدا میں "استدعا" کے زیر عنوان یہ وضاحت لکھی ہے۔

" انسانی طاقت اور بساط میں جو کچھ ہے اس کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تاج کمپنی نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ نسخہ ہذا میں کسی قسم کی غلطی نہ رہ جائے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اگر دوران تلاوت کسی غلطی کا شبہ ہو تو ہمیں مطلع فرما کر مشکور فرمائیے۔"

اور قرآن کریم کے خاتمے پر مستند حافظ قرآن کی طرف سے یہ سرٹیفکیٹ لکھا گیا ہے کہ

" میں نے اس قرآن کریم کو حرفاً حرفاً پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کمی بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔"

حافظ عبد الرؤف بن عبد الواحد

اور اس کے بعد قمر الدین جلد ساز کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔

لیکن تاج کمپنی کے زیر نظر مطبوعہ قرآن مجید کا نسخہ استدعا والے نوٹ کے برعکس ہے۔ کیونکہ اس کی باقاعدہ تلاوت نہیں کی جا سکتی۔ اور قاری کو قدم قدم پر قرآنی آیات کی تکرار اور اختلاط کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نسخے

میں دو رسم خط اختیار کئے گئے ہیں۔ لیکن ان نمایاں تبدیلیوں کے متعلق کوئی وضاحت اور اشارہ نہیں کیا گیا۔

نیز حافظ عبدالرؤف کے سرٹیفکیٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ:۔

"کہ زیر نظر قرآن کے متن میں کوئی کمی بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے"

حالانکہ اس کے متن میں ترتیب و ارتباط کو نظر انداز کیا گیا ہے اور آیتوں کی تکرار کی وجہ سے ان میں بیشی بھی ہوگئی ہے اور غلطی بھی۔ اس لئے تاج کمپنی کے ساتھ سرٹیفکیٹ دینے والے حافظ اور قمرالدین جلد ساز کے بارے میں بھی تفتیش لازمی ہے۔

نظر بریں حالات علمائے دین مبین سے التماس ہے کہ آپ استفتاء کے مندرجات اور خود تاج کمپنی کے تحریف شدہ قرآن کو مطالعہ کرنے کے بعد قرآن و سنت اور تعامل صحابہؓ و اجماع امت کی روشنی میں جواب دیں کہ کیا زیر بحث قرآن کے نسخے تحریف شدہ اور قابل اعتراض ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومتی سطح پر تفتیش و تحقیق کے بعد اس عظیم جرم کے ارتکاب کرنے والے سخت ترین سزا کے مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی۔ صوفی محمد کریم خطیب جامع مسجد نیو مسلم آباد مردان

الجواب استفتاء میں علمائے دین کی توجہ ایک سنگین اور خطرناک مسئلے کی طرف دلائی گئی ہے۔ قرآن میں جو بھی تحریف کی جائے خواہ وہ لفظی ہو یا معنوی۔ وہ نہ صرف عظیم جرم بلکہ صریح کفر ہے۔ اس کا ارتکاب اگر مسلمان کرے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ اور شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم یہ اشتعال انگیز حرکت کرے خواہ وہ ذمی ہو یا حربی ہو تو اس کی سزا بھی قتل ہے۔ حوالے کے لئے مسائل عنقریب آرہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ تاج کمپنی کے مطبوعہ قرآن مجید کے زیر بحث نسخوں میں دو تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ایک تبدیلی مصحف عثمانی کے رسم خط سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قرآن کی ترتیب کے بارے میں ہے۔ مصحف عثمانی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم خط اور ان کے وضع قرآنی کی مخالفت کی گئی ہے۔ اور ایک نیا طبع زاد رسم خط ایجاد کیا گیا ہے۔ جس میں جا بجا بعض منقوط حروف سے نقطوں کو حذف کیا گیا ہے۔ مثلاً لفظ اِیٰ لَ کو اس طرح لکھا ہے کہ اس میں حرف یاء کے نیچے دو نقطے نہیں ڈالے اور اسی ایک لفظ میں دوسری تبدیلی یہ ہے کہ اس کے حروف کو مرکب کی بجائے الگ الگ لکھا ہے۔ جب کہ مصحف عثمانی میں یہ کلمہ اس طرح لکھا ہے اِلَیْكَ۔

اسی طرح لفظ فِیْ ھَا کے حروف کو الگ الگ لکھا ہے۔ اور حرف یاء کے نیچے دو نقطے بھی نہیں ہیں جب کہ مصحف عثمانی میں یہ کلمہ اس طرح لکھا ہے۔ فِیْھَا

اب مصحف عثمانی اور مصحف تاج کمپنی کے رسم خط کو تقابلی طور پر ملاحظہ کیجئے۔

مصحف عثمانی	مصحف تاج کمپنی	مصحف عثمانی	مصحف تاج کمپنی
بِسْمِ اللّٰهِ	بِ اسْمِ اللّٰهِ	لِلّٰهِ	لِ اللّٰهِ
بِالْغَيْبِ	بِ الْغَيْبِ	بِاللّٰهِ	بِ اللّٰهِ
فِيْهِ	فِيْ هِ	تِجَارَتُهُمْ	تِجَارَتُ هُمْ
كَمَثَلِ	كَ مَثَلِ	اِنَّهُمْ	اِنَّ هُمْ
فَمَا	فَ مَا	مَعَكُمْ	مَعَ كُمْ

مذکورہ مثالیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ تاج کمپنی کے زیر بحث نسخے میں مصحف عثمانی کے رسم خط سے کھلم کھلا انحراف کیا گیا ہے۔ حالانکہ باجماع صحابہ و تابعین اور باتفاق ائمہ و مجتہدین پوری امت مسلمہ کے نزدیک قرآن مجید کی کتابت میں مصحف عثمانی کے رسم خط کا اتباع واجب ہے کیونکہ یہ رسم خط مرکزی اور نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کو اصطلاح میں امام کہا جاتا ہے اس کے خلاف کرنا تحریف قرآن اور زندقہ کے حکم میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک مصحف عثمانی کا رسم خط پوری جزئیات کے ساتھ محفوظ چلا آرہا ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے رسم خط میں اگرچہ وہ بھی عربی ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کی کتابت جائز نہیں مثلاً اوائل سورت میں بسم اللّٰہ کو مصاحف عثمانیہ میں بحذف الف لکھا ہے اور "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" میں بشکل الف ظاہر کی گئی ہے۔ اگرچہ پڑھنے میں دونوں یکساں بحذف الف پڑھے جاتے ہیں۔ مگر باجماع امت اسی کی نقل و اتباع کرنا ضروری ہے۔ اس کے خلاف کرنا عربی رسم خط میں بھی جائز نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ سرے سے مصحف عثمانی کا پورا رسم خط اپنے ایجاد کردہ رسم خط میں بدل دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اب ہم وہ دلائل پیش کرتے ہیں جن میں مصحف عثمانی کے رسم خط کے اتباع کو واجب قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ رسم خط عثمانی توقیفی ہے یعنی ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے "الاتقان" میں فرمایا ہے :-

و قال ابن فارس الذی نقوله ان الخط توقیفی لقوله تعالیٰ	اور ابن فارس نے کہا ہے کہ یہ بات جو ہم کہتے ہیں کہ خط عثمانی توقیفی ہے تو وہ اللّٰہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق ہے۔
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ - وقال - نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ط	"اللّٰہ نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ اور فرمایا قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں۔"

وانّ هٰذه الحروف داخلة فی الاسماء التی علّم اللّٰہ آدم (الاتقان ج ۲ ص ۱۶۶)

اور یہ حروف ان اسماء میں داخل ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو دی تھی۔

اس کے بعد لکھا ہے۔

وقال اشہب سئل مالک ھل یکتب المصحف علی ما احدثہ الناس من الھجاء فقال لا الّا علی الکتبۃ الاولی رواہ الدانی فی المقنع ثم قال ولا مخالف لہ من علماء الامۃ (اتقان ج ۲ ص ۱۶۶)

اشہبؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا قرآن مجید کو اس خاص طرز تحریر میں لکھ سکتے ہیں جو آج کل لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس سے پہلی طرز کتابت پر ہونا چاہیئے (یعنی کتابت عثمانی) اس کو علامہ دانی نے مقنع میں نقل کر کے فرمایا ہے کہ علمائے امت میں سے کوئی امام اس بارے میں مخالف نہیں

علامہ سیوطی نے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے لکھا ہے کہ خط عثمانی کی مخالفت حرام ہے۔

وقال الامام احمد یحرم مخالفۃ خط مصحف عثمان فی واو، اویاء او الف اوغیر ذالک (اتقان ج ۲ ص ۱۶۶)

اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ مصحف عثمانی کے رسم خط کی مخالفت حرام ہے۔ واو، یا، اور الف میں۔ یا اس کے علاوہ بھی ہو۔

اتقان میں دوسری جگہ مرقوم ہے۔

سئل مالک عن الحروف فی القرآن مثل الواو، والالف اتریٰ ان تغیر من المصحف اذا وجد فیہ کذالک قال لا قال ابو عمرو یعنی الواو، والالف المزید تین فی الرسم المعدوم تین فی اللفظ نحو اولوا (اتقان ج ۲ ص ۱۶۷)

امام مالک سے پوچھا گیا کہ قرآن میں جو حروف مثلاً واو اور الف کے پائے جائیں۔ ان کی تبدیلی جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ ابو عمرو نے کہا ہے کہ اس سے وہ واو اور الف مراد ہیں جو رسم خط میں لکھے جاتے ہیں جیسے اولوا اس میں الف کے بعد جو واو ہے وہ نہیں پڑھی جاتی اور آخری الف بھی کتابت میں موجود ہے اور پڑھنے میں معدوم ہے

امام سیوطی نے اس کے بعد لکھا ہے۔

وقال البیہقی فی شعب الایمان من یکتب مصحفا ینبغی ان یحافظ علی الھجاء الذی کتبوہ بہ تلک المصاحف

اور امام بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں جو شخص قرآن مجید کی کتابت کرے تو ضروری ہے کہ اس طرز تحریر کی حفاظت کرے جس پر حضرات صحابہ رضؓ نے

ولا یخالفھم فیہ ولا یغیر مما
کتبوہ شیئا فانھم کانوا اکثر
علما و اصدق قلبا و لسانا و
اعظم امانۃ منا فلا ینبغی ان
نظن بانفسنا استدراکا علیھم

(اتقان ج ۲ ص ۱۶۷)

مصاحف لکھے ہیں اور ان کی مخالفت نہ کرے اور جو کچھ
انہوں نے لکھا ہے ان میں سے کسی چیز میں تغیر نہ کرے
کیونکہ وہ ہم سے زیادہ علم والے اور زیادہ سچے دل
والے اور زیادہ امانت دار تھے تو ہمارے لئے کسی
طرح لائق نہیں کہ ہم اپنے متعلق یہ گمان کریں کہ ہم ان
کی کسی کمی کو پورا کرتے ہیں۔

امام سیوطی نے چند صفحے کے بعد فرمایا ہے۔

و ھل تجوز کتابتہ بقلم غیر العربی
قال الزرکشی لم ار فیہ کلاما لاحد
من العلماء (الی ان قال) والاقرب
المنع

اتقان جلد ۲ ص ۱۷۱

کیا غیر عربی رسم الخط میں قرآن کی کتابت جائز ہے؟
امام زرکشی نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے
اس بارے میں کسی عالم کی تصریح نہیں دیکھی (یہاں
تک کہ فرمایا) کہ حق کے زیادہ قریب یہ ہے کہ غیر عربی
رسم خط میں قرآن کے لکھنے کو منع کیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں
چوں تمام عالم بر مصاحف عثمانی جمع شدند
یقین کردیم کہ محفوظ ہمان است

(ازالۃ الخفاء ج ا ص ۱۵)

جب پوری امت نے مصاحف عثمانی پر اجماع کیا ہے
اس لئے ہم نے یقین کیا کہ مصاحف عثمانی ہی محفوظ ہیں
(اور اس محفوظیت میں مصحف عثمانی کا متن اور رسم خط
دونوں شامل ہیں۔

تفسیر قرطبی نے لکھا ہے۔

یجب تالیف سورۃ فی الرسم والخط
خاصۃ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱)

سورتوں کی تالیف و ترتیب خاص رسم خط عثمانی میں
واجب ہے۔

اور مصر کے شیخ القراء شیخ محمد بن علی خداد نے اپنے رسالہ "خلاصۃ النصوص الجلیہ" میں رسم خط عثمانی کو بارہ ہزار
صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے۔

اجمع المسلمون قاطبۃ علی وجوب
اتباع رسم مصاحف عثمانی ومنع مخالفتہ
(ثم قال) قال العلامۃ ابن عاشر و وجہ

تمام مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مصاحف عثمانی کے
رسم خط کا اتباع واجب ہے اور اس کی مخالفت منع ہے
علامہ ابن عاشر نے کہا ہے اور اس وجوب کی وجہ پہلے گذر

وجوبہ ما تقدم من اجماع الصحابۃ علیہ وھم زھاء اثنا عشر الفاً و الاجماع حجۃ حسبما تقرر فی اصول الفقہ (نصیحۃ الجلیہ صہ۲۵)

چکی کہ وہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور ان کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور اجماع حجت شرعی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔

مذکورہ مسائل و دلائل سے حتمی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ مصحف عثمانی کے رسم خط کا اتباع واجب اور لازم ہے اور مخالفت ناجائز و حرام ہے۔ چونکہ تاج کمپنی نے اپنے مطبوعہ زیر بحث نسخۂ قرآن میں رسم خط عثمانی کی مخالفت کی ہے اور اس کے مقابلے میں ایک متوازی رسم خط ایجاد کیا ہے اور قرآن کے رسم خط میں تحریف کر کے قرآن میں تحریف لفظی و معنوی کا دروازہ کھول دیا ہے اور امت مسلمہ میں ایک نیا فتنہ کھڑا کیا ہے۔ اس لئے اس فتنے کا سر کچلنے کے لئے حکومتی سطح پر فوری طور پر موثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

مذکورہ نسخۂ قرآن کی ترتیب میں ردّ و بدل — اب ہم مذکورہ نسخۂ قرآن کی ترتیب میں ردّ و بدل کے پہلو پر بحث کرتے ہیں۔ زیر بحث نسخۂ قرآن کے مطالعے سے ثابت ہوا کہ اس کی آیتوں کی ترتیب بھی مصحف عثمانی کے خلاف ہے۔ اور اس میں ترتیب عثمانی سے انحراف کا ایک نیا راستہ کھولا گیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہر صفحے کی پہلی سطر کو اپنے ایجاد کردہ رسم خط میں لکھا ہے۔ اور پھر دوسری سطر میں وہی پہلی سطر کی آیتیں خط عثمانی میں لکھی ہیں۔ اسی طرح تیسری سطر اپنے رسم خط میں اور چوتھی سطر خط عثمانی میں لکھی ہے۔ یہی حال پانچویں اور چھٹی سطروں کا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سارے قرآن کی آیتوں کو اسی طرح مکرّر مکرّر لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے قرآن کی ساری آیتوں کی ترتیب میں خلل اور خلط ملط واقع ہو گیا ہے۔ اور اس کی باقاعدہ اور صحیح تلاوت نہیں ہو سکتی۔ اور جو اس قرآن کو اس کی موجودہ ترتیب کے ساتھ پڑھے گا تو اس کے کفر میں واقع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اور آیتوں کی ترتیب میں خلل واقع ہونے سے ان کے معنوں میں بھی خلل اور فرق واقع ہو گیا۔ جس کی وضاحت اس سے پہلے گذر چکی ہے۔ گذشتہ چودہ سو سال کی پوری اسلامی تاریخ میں قرآن مجید کے متن اور اس کے رسم خط کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار نہیں کیا گیا۔ جو زیر بحث نسخۂ قرآن میں اختیار کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے مسلمانوں میں اضطراب اور اشتعال کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔

قرآن کی نظم و ترتیب کو بگاڑنا — امام جلال الدین سیوطی نے "الاتقان" میں اور مفسر قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں حسب ذیل تصریح کی ہے۔

انزل اللہ تعالیٰ القرآن کلہ الی سماء الدنیا ثم فرقہ فی بضع وعشرین سنۃ فکانت السورۃ تنزل لامر یحدث والآیۃ جواباً لمستخبر و یوقف جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے قرآن آسمانِ دنیا کی طرف ایک بار نازل کر دیا تھا۔ پھر اس کو [illegible] تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا جیسا کہ [illegible] اس کے لئے اس میں سے اسی قدر [illegible] آیت نازل ہو جاتی تھی

علی موضع الآیۃ والسورۃ فاتساق السور کا تساق الآیات والحروف کلہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فمن قدم سورۃ واخرھا فقد افسد نظم القرآن

تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۶۰

اور جبرئیل آپ کو اس کا موقع بتا دیا کرتے تھے بس سورتوں کا باہمی ایسا اتصال ہے کہ جیسا آیات و حروف کا ہے اور سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پھر جو کوئی کسی سورت کو مقدم یا موخر کرتا ہے تو وہ نظم قرآن کو بگاڑتا ہے۔

صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:-

وثبت بالدلیل الصحیح ان الصحابۃ انما جمعوا القرآن بین الدفتین کما انزلہ اللہ عزوجل علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر ان زادوا فیہ او نقصوا منہ شیئا

(خازن جلد ۱ ص ۸)

اور صحیح دلیل سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان اسی طرح سے جمع کرکے رکھا کہ جیسا خدا کے رسول پر نازل ہوا تھا۔ بغیر اس کے کہ اس میں کچھ بڑھایا یا گھٹایا ہو۔

کچھ مصحف عثمانی کے بارے میں | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کو مختلف اشیاء پر لکھا گیا تھا اور عہد صدیقی میں صحیفوں کی صورت میں لکھا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان صحیفوں کو ایک مصحف میں جمع کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے عہد میں جب اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ تو جن مسلمانوں نے قرآنی آیات کو جس استاد سے جس طرح تلفظ اور قرأت سے سیکھا تھا ان میں اور دیگر مسلمانوں میں جن کو دیگر قرأت کی تعلیم دی گئی تھی۔ اختلاف پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت حذیفہ بن الیمان صحابیؓ کا جو فتح آرمینیہ و آذربائیجان سے واپس حضرت عثمان کی خدمت میں پہنچے۔ یہ قول مذکور ہے۔ جو اختلاف قرأت کے فتنے پر دال ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے کہا۔

ادرک ھذہ الامۃ قبل ان یختلفوا اختلاف الیھود والنصارٰی۔

اس امت کو سنبھالو۔ اس سے پہلے کہ ان میں یہود و نصارٰی کی طرح اختلاف پیدا ہو۔

یہاں تک کہ خود مدینہ منورہ میں معلموں اور متعلموں میں اختلاف قرأت کا فتنہ پیدا ہونے لگا۔ جس پر حضرت عثمان نے خطبہ فرمایا۔ کہ جب تم میں یہ اختلاف ہے تو دور کے شہروں والوں میں اس سے زیادہ اختلاف کا اندیشہ ہے فرمایا

انتم عندی تختلفون فمن نأی من الامصار اشد اختلافا۔

اتقان ص ۵۹

تم میرے پاس ہوتے ہوئے اختلاف کا شکار ہو گئے ہو پس جو دور کے شہروں میں رہتے ہیں وہ زیادہ اختلاف کا شکار ہوں گے۔

تو حضرت عثمانؓ نے یہ مسئلہ صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا۔ صحابہ کے متفقہ مشورے سے حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کا وہ نسخہ منگوایا جو عہد صدیقؓ میں لکھا گیا تھا۔ اور ان ہی کے پاس محفوظ تھا اس کی کئی نقلیں لی گئیں تاکہ مشہور شہروں میں انہیں بھیج دیں اور اسی کے مطابق قرآن کی تعلیم و تعلّم جاری ہو۔ اور اس کے علاوہ دوسری قرأتوں کی بندش کر دی گئی۔ اور اس لئے اس مجموعۂ عثمانی کا نام امام رکھا گیا۔ کہ وہ تمام نسخہ ہائے قرآن کے لئے پیشوا ہے۔ اجماع صحابہؓ نے اس مصحف عثمانی کی تحریر کو جس مجلس کے حوالے کیا۔ اس کے ارکان چار تھے۔ تین قریشی اور ایک انصاری۔ قریشی حضرات عبداللہ بن زبیر۔ سعد بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث تھے۔ اور زید بن ثابت انصاری تھے۔

صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ان قریشی ارکان سے فرمایا۔

اذا اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی شیئ من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانھم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف ردّ عثمان الصحف الی حفصۃؓ وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا و امر بما سوی ذلک فی القرآن فی صحیفۃ او صحف ان یحرق

(خازن ج ۱ ص)

جب تمہارے اور زید بن ثابتؓ کے درمیان قرآن میں کسی چیز پر اختلاف پیدا ہو جائے تو اسے قریش کی لغت میں لکھو۔ کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ جب انہوں نے ان صحیفوں کو مصاحف عثمانی میں لکھا۔ تو حضرت عثمانؓ نے ان صحیفوں کو حضرت حفصہؓ کے پاس بھیج دیا۔ اور ہر ملک کو مصحف عثمانی کا ایک ایک نسخہ بھجوایا اور حکم دیا کہ ہم مصحف عثمانی کے سوا جتنے مصحف ہیں وہ سب جلا دیے جائیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عہد عثمانی میں جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کو اختلاف تلفظ سے محفوظ رکھا جائے تاکہ اختلاف قرأت اور اختلاف طرز تلفظ سے امت میں افتراق کا فتنہ پیدا نہ ہو۔ اس مصحف عثمانی کا متن، رسم خط اور ہر چیز محفوظ ہے۔ امت کو اس کی ظاہری اور باطنی شکل و صورت پر مجتمع کیا گیا۔ اب اگر کوئی دشمن اسلام مصحف عثمانی کی نظم و ترتیب اور اس کے رسم خط میں تغیر و تبدل کرتا ہے تو وہ سخت ترین سزا کا مستوجب ہے۔

قرآن کی تحریری اور صدری حفاظت | اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا خود ذمّہ اٹھایا ہے جیسا کہ سورۂ حجر کی اس آیت سے ظاہر ہے:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

ہم نے اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم ہی آپ اس کے نگہبان ہیں۔

اور ظاہر میں قرآن کی حفاظت کے لئے تین طریقے اختیار کئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اعجاز اور خوبی رکھی ہے کہ اس کا حفظ کرنا آسان فرمادیا۔ چنانچہ سورۂ قمر میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ اور ہم نے آسان کردیا قرآن سمجھنے کو، پھر ہے کوئی سوچنے والا۔

اس آیت میں لفظ ذکر کے معنوں پر غور کیا جائے تو خود قرآن کی رو سے یہ لفظ کئی معنوں میں آیا ہے۔ قرآن کتاب، نصیحت، سمجھ اور یاد سب پر ذکر کا اطلاق آیا ہے۔ یاد کی ضد بھول چوک ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (طٰہٰ) یعنی بھول چوک ہوجائے تو جب یاد آجائے۔ اسے یاد کرو۔ اور فرمایا

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو۔ تو لفظ ذکر کا ایک معنی حفظ اور یاد بھی ہوا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو حفظ اور یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا ہے۔ ایسے بچے اکثر دیکھے گئے ہیں جنہوں نے نو، دس برس کی عمر میں سارے قرآن کو حفظ کر لیا۔ آج سے تقریباً ۲۰ سال پہلے ساری دنیا میں حفاظ قرآن کا سروے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کم و بیش ستر لاکھ حفاظ قرآن دنیا میں موجود ہیں۔ امت مسلمہ کے سوا کوئی قوم اور ملت ایسی نہیں جن کے افراد میں سے ایک فرد نے بھی اپنی مذہبی کتاب کو حفظ کیا ہو۔ بھلا اس کتاب میں تحریف لفظی و معنوی کیسے ہوسکتی ہے جب کہ وہ اپنے لاکھوں ماننے والوں کے سینوں میں محفوظ ہو۔ سورۂ عنکبوت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ یعنی قرآن کھلی ہوئی آیتوں کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

یہی صدری حفاظت قرآن کی حفاظت کا دوسرا طریقہ ہے جس کے ذریعہ قرآن سینوں میں محفوظ رکھا گیا۔

<u>ایک یادگار واقعہ</u> صاحب تفسیر حقانی نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں قرآن کی حفاظت کے بارے میں ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک معمر شخص نے بیان کیا کہ انگریزوں کی ابتدائی عملداری میں پادری بکثرت قرآن خریدتے تھے ۔۔۔ شہر اس کا بڑا محکمہ تھا۔ وہاں کے پادری صاحب کے پاس میں آیا جایا کرتا تھا۔ وہ مجھ سے سلوک بھی کرتے تھے۔ ایک ۔۔۔ میں نے قرآن کی اس کثرت خریداری کا سبب پوچھا۔ بڑی دیر بعد اس شرط پر کہ کسی کو مطلع نہ کروں یہ کہا کہ ہمارا مقصود تجارت نہیں بلکہ قرآن کے ان قلمی نسخوں کو تلف کرنا ہے جو اس وقت مطابع (چھاپہ خانے) ہند میں نہیں ۔۔۔ آخر کمی ہوجائے گی تب ولایت سے ہم چھاپ کر قرآن بھیجیں گے۔ اس میں مشن کا روپیہ بھی حاصل ہوجائے گا۔ اور ۔۔۔ واحد مقصد مشن کا حاصل ہوگا۔ یعنی قرآن میں اختلاف پیدا کردیں گے۔

میں نے کہا یہ بے ہودہ خیال ہے ہر گاؤں میں ایسے حافظ ہیں کہ اول سے آخر تک قرآن لکھوا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے

دو ایک حافظ پیش کئے۔ تب وہ بات ملتوی ہو گئی۔"

اور حفاظت قرآن کا تیسرا طریقہ تحریر کے ذریعے اس کو محفوظ رکھنا ہے چودہ سو سال سے قرآن مجید کی تحریری حفاظت کا ایسا بے نظیر انتظام و اہتمام چلا آرہا ہے۔ کہ اسلام دشمن طاقتیں قرآن حکیم میں ایسی تحریف نہ کر سکیں جو امت مسلمہ کی نظروں سے ہمیشہ پوشیدہ رہے۔ اور امت نے اس تحریف کو ملیامیٹ اور نیست و نابود کرنے کے لئے بروقت قدم نہ اٹھایا ہو قدرت کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ قرآن میں تحریف کرنے والے ناپاک عناصر اپنی مذموم کوششوں میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے اور وہ ہمیشہ خائب و خاسر رہیں گے۔

نظم قرآن میں ردوبدل کرنا کفر ہے | تفسیر قرطبی نے لکھا ہے۔

من افسد نظم القرآن فقد کفر به ورد علی محمد صلی اللہ علیه وسلم ما حکاه عن ربه تعالی (قرطبی ج ۱ ص ۶۳)

جس شخص نے قرآن کے نظم میں خلل ڈالا تو وہ کافر ہو گیا۔ اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ چیز رد کر دی۔ جو آپؐ نے اپنے پروردگار سے بیان کی تھی۔

قرآن کے کسی حصے کا انکار کرنا موجب کفر اور مستوجب قتل ہے | اگر کسی مسلمان نے بدبختی سے قرآن کے ساتھ کسی قسم کے انکار کا برتاؤ کیا تو اس سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کے بعد کفر اختیار کرنے کو ارتداد کہتے ہیں۔ اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ مفسر قرطبی فرماتے ہیں۔

والقرآن جمعهٗ عثمانؓ بموافقة الصحابة له لو انکر بعضهٗ منکر کان کافرا حکمهٗ حکم المرتد یستتاب فان تاب والا ضرب عنقهٗ (قرطبی ج ۱ ص ۸۴)

اور قرآن کو حضرت عثمانؓ نے صحابہ کرام کی موافقت کے ساتھ جمع کیا۔ اگر کسی نے اس کے کچھ حصے سے انکار کیا۔ تو وہ کافر ہو گیا۔ اور اس کا حکم وہی ہے جو مرتد کا ہے اس کو توبہ کے لئے کہا جائے اگر اس نے توبہ کی تو بہتر ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

مفسر قرطبی نے اس کے بعد لکھا ہے۔

ومن خالف حرفا منه کفر۔ (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۸۵)

اور جس نے قرآن کے ایک حرف کی مخالفت کی۔ تو وہ کافر ہو گیا۔

مجرموں کو سخت ترین سزا دی جائے | مذکورہ مسائل و دلائل کی روشنی میں علمائے دین کا مطالبہ ہے کہ حکومت مذکورہ تحریف شدہ قرآن کے نسخوں کے بارے میں اپنے مکمل تفتیشی ذرائع کو بروئے کار لائے۔ اور تفتیش میں کتب فروش دکاندار کے علاوہ، ایجنٹ تاج کمپنی، سرٹیفکیٹ دینے والے حافظ اور جلدساز قمر الدین کو بھی شامل کیا جائے۔ اور تفتیش کے بعد جن لوگوں پر جرم ثابت ہو جائے انہیں سخت ترین سزا دی جائے: تاکہ دشمنان اسلام کو آئندہ قرآن حکیم

کے ساتھ ایسی حرکت کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

قرآن کی عربی عبارت کے بغیر صرف ترجمہ شائع کرنے کا فتنہ

یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ آج کل عجمی زبانوں میں قرآن شریف کا صرف ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ساتھ عربی عبارت نہیں ہوتی۔ ایسے ترجمے اردو میں بھی موجود ہیں۔ اور ان زبانوں میں بھی موجود ہیں جن کا رسم الخط بائیں طرف سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزی وغیرہ

تو عجمی یعنی غیر عربی زبانوں میں قرآن کا محض ترجمہ شائع کرنا باجماع امت حرام ہے۔ اور عربی عبارت کے بغیر قرآن کے صرف ترجموں کی تلاوت و قرأت بھی حرام اور ممنوع ہے۔ کیونکہ قرآن کا ترجمہ قرآن کی اصل عبارت کا تابع ہے۔ اور اس پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اور یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے۔

چنانچہ صاحب حسامی قرآن کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فالقرآن المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبه و هو النظم و المعنی جمیعاً فی قول العامة العلماء و هو الصحیح من مذهب ابی حنیفةؒ (حسامی ص۲)

قرآن وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور مصاحف عثمانیہ میں مکتوب ہے اور شک و شبہ کے بغیر متواتر نقل کے ساتھ آپؐ سے منقول ہے۔ اور قرآن نظم اور معنی دونوں کا نام ہے۔ عام علماء کا یہی قول ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے مذہب سے یہی صحیح ہے۔

اور حسامی کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

حرم کتابة المصحف بالفارسیه (تعلیم الحامی بہامش حسامی ص۲)

فارسی زبان یا رسم خط میں قرآن لکھنا حرام ہے۔

اور امام جلال الدین سیوطی "اتقان" میں لکھتے ہیں۔

تحرم قراءته بغیر لسان العرب (اتقان ج۲ ص۱۷۱)

قرآن کی قرأت عربی کے بغیر حرام ہے۔

اور علامہ حسن شرنبلالی حنفی کا ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر ہے بنام "النفحة القدسیة فی احکام قرأة القرآن وکتابته بالفارسیة"۔ اس میں مذاہب اربعہ حنفیہ۔ شافعیہ۔ مالکیہ اور حنابلہ کی مستند کتابوں سے ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔ کہ غیر عربی عبارت میں قرآن کا لکھنا حرام ہے اور اسی طرح غیر عربی رسم الخط میں اس کی کتابت ممنوع اور ناجائز ہے۔

اس کے چند جملے اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں۔

و اما کتابة القرآن بالفارسیة فقد

اور فارسی زبان میں قرآن مجید کی کتابت، سو کسی ایک

فقد نص علیها فی کتاب من کتب ائمتنا الحنفیہ المعتمدۃ منہا ما قالہ مؤلف الہدایۃ الامام المرغینانی فی کتابہ التجنیس و المزید ما نصہ و یمنع من کتابۃ القرآن بالفارسیۃ بالاجماع لانہ یؤدی للاخلال بحفظ القرآن لانا امرنا بحفظ النظم والمعنی جمیعاً فانہ دلالۃ علی النبوۃ ولانہ ربما یؤدی الی التہاون بامر القرآن و منہا ما فی معراج الدرایۃ انہ یمنع من کتابۃ المصحف بالفارسیۃ اشد المنع و انہ یکون متعمدہ زندیقاً (نفحات القدسیہ)

کتاب میں نہیں (بلکہ بہت سی کتابوں میں ہے) جو ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک مستند ہیں۔ اس کی تصریح موجود ہے منجملہ ان کے وہ ہے جو صاحب ہدایہ امام مرغینانی نے اپنی کتاب تجنیس اور مزید میں فرمایا ہے جس کی عبارت یہ ہے اور فارسی میں قرآن کی کتابت سے باجماع منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ قرآن کی حفاظت میں خلل ڈالنے کا ذریعہ ہے اور اس وجہ سے بھی کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ اور معنی دونوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ کیونکہ الفاظ بھی نبوت کے اثبات کی دلیل ہیں۔ اور الفاظ کے بدلنے سے (اگرچہ معنی نہ بدلیں) قرآن کی حفاظت میں سستی پیدا ہوتی ہے اور منجملہ ان کے وہ ہے جو معراج الدرایہ میں ہے کہ قرآن مجید کو فارسی میں لکھنے سے نہایت سختی کے ساتھ منع کیا جائے اور یہ کہ ایسا کرنے والا زندیق (بے دین) ہے۔

اس کتاب میں آگے مرقوم ہے۔

وزعم ان کتابتہ بالعجمیۃ فیہا سہولۃ للتعلیم کذب مخالف للواقع و المشاہدۃ فلا یلتفت لذالک علی انہ لو سلم صدقہ لم یکن مبیحاً لاخراج الفاظ القرآن عما کتب علیہ و اجمع علیہ السلف و الخلف (نفحات القدسیہ)

اور یہ گمان کرنا کہ عجمی (زبان یا رسم خط) میں تعلیم کی سہولت ہے تو یہ غلط اور واقع اور مشاہدے کے خلاف ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں اگر اس کا صحیح ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی قرآن کے الفاظ کا ان کی اجماعی صورت اور قدیم طرز کتابت سے نکالنا اس مصلحت کی وجہ سے جائز نہیں ہو سکتا۔

مذکورہ تقریر میں ان تمام شبہات کا بھی پورا جواب ہے۔ جو رسم خط یا زبان بدلنے والے حضرات پیش کرتے ہیں کہ اس میں عجمیوں کے لئے قرآن پڑھنے میں سہولت ہے۔ لیکن اول تو سہولت کا یہ خیال غلط ہے اور اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سہولت کی خاطر قرآن کا تبدل و تغیر ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کی خاطر سلف اور خلف کے اجماع کو رد کیا جا سکتا ہے۔

اور حنابلہ کے مشہور فقیہہ امام ابن قدامہ کی کتاب "مغنی" کے حواشی میں اس کو اور بھی زیادہ واضح کر دیا

گیا ہے کہ جب سے قرآن دنیا میں آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعوت عجم کے سامنے پیش کی۔ کہیں ایک واقعہ بھی اس کا مذکور نہیں ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجمیوں کی وجہ سے اس کا ترجمہ کرکے بھیجا ہو یا عجمی رسم خط میں لکھوایا ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب جو ملوک عجم یعنی ایران کے کسریٰ اور قیصر روم وغیرہ کی طرف بھیجے جن میں سے بعض کے فوٹو بھی چھپ چکے ہیں۔ اور آج تک محفوظ ہیں۔ انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ ان میں عجمی زبان اختیار کی گئی ہے اور نہ عجمی رسم خط اختیار کیا گیا ہے۔ حواشی مذکورہ کے چند جملے یہ ہیں۔

و هو انما باللسان العربي كما هو مصرّح فى الأيات المتعددة و انما كان تبليغه والدعوة الى الاسلام والانذار به كما انزل الله تعالى لم يترجم النبى صلى الله عليه وسلم ولا اذن بترجمة ولم يفعل ذالك الصحابة ولا خلفاء المسلمين وملوكهم ولو كتب النبى صلى الله عليه وسلم الى قيصر و كسرىٰ و مقوقس بلغاتهم لصحّ التعليل الذى علّل به

(المغنی مع الشرح الکبیر ج ۱ ص ۵۲۸)

اور قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ جیسا کہ قرآن کی متعدد آیتوں میں تصریح ہے۔ اور اسی عربی زبان میں قرآن کی تبلیغ اور دعوت و انذار عمل میں آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس کا ترجمہ کرکے نہیں پہنچایا اور نہ ترجمہ کرکے پہنچانے کی اجازت دی۔ اور نہ حضرات صحابہؓ نے ایسا کیا اور نہ خلفائے اسلام اور سلاطین اسلام نے ایسا کیا اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطوط قیصر و کسریٰ اور مقوقس کو ان ہی کی زبانوں میں لکھواتے تو یہ دلیل صحیح مانی جا سکتی تھی کہ عجمی زبانوں میں پہنچانا زیادہ مفید ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ اگر یہ کہا جائے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے نماز میں فارسی میں قرأت کی اجازت دی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب نے بعد میں اپنے اس قول سے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور صاحبین یعنی امام یوسف اور امام محمد کا قول یہ ہے کہ نماز میں فارسی میں قرأت ناجائز ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ چنانچہ نور الانوار کے حاشیہ پر قمر الاقمار نے "تلویح" اور درّمختار کے حوالے سے یہ تصریح کی ہے۔ قمر الاقمار کی عبارت یہ ہے۔

فانّ الامام الاعظم رجع الى قول الصاحبين على ما رواه نوح بن مريم عنه كذا فى التلويح و فى الدرّ المختار الاصحّ رجوعه الى قولهما و عليه الفتوىٰ

(قمر الاقمار بہامش نور الانوار ص۲۱)

امام اعظم نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا ہے جیسا کہ نوح بن مریم نے اس کی روایت کی ہے۔ اسی طرح "تلویح" میں ہے۔ اور درمختار میں ہے کہ زیادہ صحیح یہی ہے کہ امام اعظم نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور علامہ ابن عابدین شامی نے بھی "درمختار" کے قول کی تائید ہدایہ اور شرح مجمع کے حوالے سے کی ہے اور کہا ہے

کہ اسی پر اعتماد ہے۔

(وقولہ وعلیہ الفتویٰ) و فی الهدایة وشرح المجمع لمصنفه وعلیه الاعتماد (ردالمحتار ج ا ص ۳۵۷)

اور درمختار کا یہ قول کہ اس پر فتویٰ ہے۔ اور ہدایہ اور شرح مجمع میں ہے کہ اسی پر اعتماد ہے۔

مذکورہ مسائل کی رو سے اسلامی ممالک کے لئے لمحۂ فکریہ

مذکورہ مسائل و دلائل سے یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ جس طرح قرآن میں عربی زبان کی حفاظت ضروری ہے۔ اسی طرح کسی عجمی زبان مثلاً انگریزی، فارسی اور اردو وغیرہ میں عربی متن میں بغیر قرآن مجید کا صرف ترجمہ شائع کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ صرف ترجمے پر قرآن کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اور نہ ترجمے کی قرأت اور تلاوت جائز ہے۔ یہ امت مسلمہ کی شدید غفلت ہے کہ انہوں نے اس اہم مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی۔ اور یہ فتنہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ بلکہ اسلامی ممالک انگریزی وغیرہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرنے کو قرآن کی بڑی خدمت سمجھ رہے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن کے ساتھ بہت بڑا ظلم کر رہے ہیں۔

اس لئے اسلامی ممالک سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اس فتنے اور اس کے نقصانات سے خبردار رہیں۔ اور اس کے انسداد کے لئے مؤثر عملی اقدامات کریں۔

پاکستان کے اندر بھی قرآن کے اردو ترجمے شائع ہوئے ہیں اور انگریزی ترجمے بھی چھپ چکے ہیں اس لئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ ایسے ترجموں کو فی الفور ضبط کرے اور آئندہ کے لئے اس فتنے کے انسداد کے لئے عملی اقدامات کرے۔

بائیں طرف سے لکھی جانے والی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ

اب ہم ایک دوسرے فتنے کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ بائیں جانب سے لکھی جانے والی زبانوں مثلاً انگریزی وغیرہ میں قرآن مجید کے تراجم عربی متن کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ مگر ان کی وضع ان زبانوں کی وضع کے تابع بنائی جاتی ہے اور قرآن مجید کی عربی عبارت بھی بائیں طرف سے شروع ہو کر بائیں طرف سے اوراق الٹے جاتے ہیں گو کہ قرآن عربی متن کی کتابت سیدھی طرف سے ہوتی ہے۔

یہ صورت بھی مصحف عثمانی کی وضع کے خلاف اور ناجائز ہے کیونکہ انگریزی اور ہمچوں قسم کی زبانوں کی کتابت اگرچہ بائیں طرف سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن ان کے صفحات سیدھے یعنی دائیں طرف سے بھی رکھے جا سکتے ہیں اس لئے قرآن کے صفحات مصحف عثمانی کی وضع کے مطابق دائیں طرف سے لکھے جائیں اور انگریزی وغیرہ میں ترجمہ تحت السطر لکھا جائے۔ اگرچہ ان کی کتابت بائیں طرف سے ہو۔ اس طریقے سے قرآن شریف بھی وضع عثمانی کے مطابق اور چودہ سو سال کے اسلامی تعامل کے موافق ہو سکتا ہے۔ ترجمے اور تفسیر کی سہولت کا فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض انگریزی ترجمے ایسے ہوتے ہیں کہ پورا بایاں صفحہ انگریزی کے لئے اور دایاں صفحہ عربی متن کے لئے وقف ہوتا ہے۔ لیکن یہ صورت بھی علمائے امت کے نزدیک ناجائز اور ممنوع ہے۔ کیونکہ ترجمہ قرآن کی عربی عبارت کا تابع ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں معاملہ برعکس ہوجاتا ہے۔ اور ترجمے کو ایک مستقل حیثیت حاصل ہوجاتی ہے۔ جو قرآن کی حرمت۔ فوقیت اور مطبوعیت کے قطعی منافی ہے۔ اس لئے ترجمہ ہر حال میں قرآن کی عبارت کے تحت السطور ہونا چاہیئے۔ اور دوسرے مروجہ سب طریقے ناجائز ہیں۔ اس سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ موجود ہے۔ جو ان کی تصنیف بوادر النوادر ص ۳۲۷ پر مرقوم ہے۔

حکومت پاکستان سے گذارش ہے کہ وہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی توجہ دے۔ اور اصلاح احوال کے لئے مؤثر اور مفید قدم اٹھائے۔ اس سلسلے میں ہماری تجاویز یہ ہیں۔

۱۔ حکومت وفاقی وزارت امور مذہبی کے توسط سے پاکستان کے تمام چھاپہ خانے اور مرکزی شہروں کے کتب فروشوں کی دکانوں پر چھاپے مارے اور قرآن مجید کے قابل اعتراض نسخوں کے برآمد ہونے پر ان سب کو ضبط کر لیا جائے۔

۲۔ اور جن چھاپہ خانوں اور ان کے معاونین کا جرم شدید نوعیت کا ہو ان کو سخت سزا دی جائے۔

قرآنی کیسٹوں کی غلط ریکارڈنگ | محکمہ اوقاف و مذہبی امور صوبہ سرحد کے نام وفاقی وزارت امور مذہبی کی طرف سے گذشتہ دنوں ایک چٹھی موصول ہوئی تھی جس میں خبردار کیا گیا تھا کہ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی اسلام آباد۔ اور ای ۔ایم۔ ای لمیٹڈ کراچی کے ذریعے ایسے کیسٹ بازار میں آئے ہیں جس میں ریکارڈنگ کے دوران آیات قرآنی کا صحیح خیال نہیں رکھا گیا۔ جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارا مطالبہ ہے کہ وفاقی وزارت امور مذہبی شالیمار ریکارڈنگ کمپنی اسلام آباد اور ای۔ ایم۔ ای لمیٹڈ کراچی کی تمام قرآنی کیسٹوں کی مکمل تحقیقات کرے۔ اور ان کیسٹوں کو ضبط کرے جن میں قرآنی آیات کی غلط ریکارڈنگ ہوئی ہے۔ اور سخت تعزیری اقدامات بھی کرے۔ تاکہ اس سلسلے میں مسلمانوں میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہوسکے۔

مزید برآں شاہ رفیع الدین کے اردو ترجمہ اور شاہ عبدالقادر کی تفسیر میں بھی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور پبلشر کا نام شیخ ظاہر حسین اینڈ سنز۔ اردو بازار لاہور بتایا گیا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں بھی پوری تحقیقات کی جائے۔ اور پبلشر مذکور کے مطبوعہ تمام قرآن مجید کے نسخوں کا معائنہ کیا جائے۔ اور بصورت اغلاط ثابت ہونے کے ان سب کو ضبط کیا جائے۔ اگر جرم شدید نوعیت کا ہو تو مجرم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

سعودی عرب کی طرف سے اغلاط سے پُر قرآن پاک کے نسخوں کی واپسی | پاکستان کے مسلمانوں نے اس افسوسناک

خبر کو درد و کرب کے ساتھ سنا۔ کہ اغلاط سے بھرے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کی تجارت اتنے زوروں پر ہے کہ روز روشن میں بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ یہ تجارت ہو رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں کراچی میں بحری جہاز کے ذریعے اغلاط سے پُر قرآن مجید کے نسخوں کو سعودی عرب بھیجا گیا تھا۔ جن کو سعودی عرب نے واپس کر دیا۔ اس سلسلے میں ۱۶ نومبر ۱۹۸۳ء کے روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی کے صفحہ اول پہ جو خبر چھپی تھی اسے ذیل میں من و عن ملاحظہ کیجئے۔

کراچی ۱۵ نومبر (نمائندہ خصوصی) بندرگاہ پہ کام کرنے والے مزدوروں نے سعودی عرب سے واپس کئے جانے والے اغلاط سے بھرے ہوئے کلام پاک کے نسخوں کو جہاز سے اتارنے سے انکار کر دیا۔ اور مجبور کرنے پر مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ تاہم پورٹ ٹرسٹ کے حکام اور مزدوروں کے نمائندوں کے درمیان بات چیت کے نتیجے میں ڈیڑھ گھنٹے بعد مزدوروں نے ہڑتال ختم کر دی۔

بتایا جاتا ہے کہ پاکستان کے ایک ادارے نے بڑی تعداد میں قرآن مجید طبع کر کے سعودی عرب بھجوائے۔ سعودی عرب کے قانون کے مطابق وہاں ان کی جانچ پڑتال کی گئی۔ تو ان میں لاتعداد اغلاط پائی گئیں جس کے نتیجے میں ان نسخوں کو واپس کر دیا گیا۔

"نوائے وقت" کی اس خبر سے ان افراد اور اداروں کے ناپاک عزائم پوری طرح بے نقاب ہو گئے۔ جنہوں نے پاکستان کی سرزمین پر قرآن پاک کی تحریف کرنے کے لئے اپنی مذموم اور اشتعال انگیز مہم جاری کر رکھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پاکستان اور وفاقی وزارت امور مذہبی مذکورہ ادارے کے ساتھ جو عناصر بھی شریک ہوں ان سب کو اور ادارے کو عبرتناک سزا دی جائے۔ اور یہ سزا شریعت مطہرہ کی رو سے قتل ہو سکتی ہے۔

پاکستان اسلام کا گہوارہ ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان میں قرآن و سنت پر مبنی مکمل اسلامی نظام رائج کیا جائے۔ اور ادھر حال یہ ہے کہ بعض تجارتی ادارے۔ چھاپہ خانے اور لادینی عناصر یہودیوں اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں کے ایما پر غلط طباعت کے ذریعے قرآن مجید کے اندر تحریف کر رہے ہیں اور اس ناپاک مہم پر بے تحاشا دولت خرچ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمت میں خصوصی درد مندانہ گذارش کرتے ہیں کہ آپ بذات خود اس اہم ترین دینی مسئلے کی طرف اپنی بھرپور توجہ مبذول فرمائیں اور قرآن کریم کے ساتھ ظلم اور بے حرمتی کرنے والے ناپاک عناصر کی کما حقہٗ خبر لیں۔ اور قرآن مجید کی طباعت کے لئے ایسے مؤثر اقدامات کریں کہ کسی ملحد اور بے دین کے لئے یہ ممکن ہی نہ ہو سکے کہ وہ قرآن پاک کی غلط طباعت کر سکے۔ لئے علمائے دین اور تمام مسلمانان پاکستان آپ کے بے حد ممنون اور شکر گذار ہوں گے۔

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب آخر میں ہم موضوع کی مناسبت سے قرآن کریم کی تلاوت کے آداب بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمان قرآن کریم کی تلاوت کے ثمرات اور برکات سے کما حقہٗ بہرہ مند ہوں اور مرضات الہیہ کے صحیح معنوں میں مستحق ہو سکیں۔

امام زرکشی آداب تلاوت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

قال الزرکشی فیسنّ تطییبه و جعله علی کرسی و تقبیله و یحرم مدّ الرّجل الی شیئ من القرآن او کتب العلم

(نفحات القدسیه)

۱۔ قرآن مجید کو معطر رکھنا
۲۔ اور کسی اونچی چیز مثل رحل وغیرہ پر رکھنا
۳۔ اور اس کو بوسہ دینا مسنون ہے۔
۴۔ اور قرآن کے کسی جز کی طرف پاؤں پھیلانا۔
۵۔ یا علوم دین کی کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا حرام ہے

مزید برآں قرآن مجید کو صاف ستھرے غلافوں میں ملفوف رکھنا چاہئے۔

علامہ سیوطی نے بھی "اتقان" جلد ۲ صہ ۲۷۰ پر اسی طرح لکھا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے مرشد شیخ الامت حضرت علامہ مولانا مولوی محمد عبد المالک صاحب صدیقی احمد پوری ثم خانیوال نور اللہ مرقدہٗ قرآن کریم کی تعظیم کو پوری طرح ملحوظ فرماتے تھے اور ہمیشہ تلاوت کے لئے چار زانو بیٹھتے۔ اور گھٹنوں پہ چادر بچھاتے اور پوری یکسوئی توجہ اور خشوع کے ساتھ تلاوت فرماتے اور قرآن مجید کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے اور دونوں ہاتھوں سے واپس فرماتے۔

علمائے ربّانی کے مذکورہ اقوال اور تعامل کے پیش نظر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت اس کے آداب تلاوت پوری طرح ملحوظ رکھے۔ تاکہ قرآن کریم کے فیوض و برکات سے کما حقہٗ مستفید اور مستفیض ہو سکے۔

واللہ الموفق للصواب والیه المرجع والمآب

المجیب۔ خادم العلماء مدرار اللہ مدرار نقشبندی عفی عنہ۔ مردان

-۳-

ٹنڈر نوٹس برائے ٹھیکہ سال ۸۵-۱۹۸۴ء خیبر رائفلز لنڈیکوتل

۱۔ خیبر رائفلز کے جوانوں کے لئے ذیل ٹھیکوں کے لئے ٹنڈر مطلوب ہیں۔

۲۔ ٹھیکے ایک سال از یکم جولائی ۱۹۸۴ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۵ء تک ہوں گے۔

۳۔ خواہشمند حضرات ٹنڈر رجسٹرڈ شدہ (REGISTERED) لفافے میں بنام کمانڈنٹ خیبر رائفلز لنڈیکوتل (خیبر ایجنسی) کو مقررہ تاریخ پر بھیجدیں۔ اور ٹنڈر کی نقل کاپی بنام ڈی۔اے۔اے۔اینڈ کیو۔ایم جی (D-A-A & QMG) میجر محمد امین خان ہیڈ کوارٹر فرنٹیئر کور پشاور بالاحصار (HQFC - NWFP) کو چھاپ شدہ فارم سربمہر لفافے میں بھیج دیں۔ ہر دو ٹنڈر پر دستخط اور نشان انگوٹھا ضروری ہوگا۔ کاپی برائے ہیڈ کوارٹر فرنٹیئر کور پشاور کو ٹنڈر کھولنے کی تاریخ سے دو دن پہلے پہنچنا چاہیئے۔ بصورت دیگر ٹنڈر پر کوئی کارروائی نہیں کی جاتے گی۔ لفافے کے اوپر متعلقہ ٹھیکے کا نام کھولنے کی تاریخ اور پورا پتہ ہونا چاہیئے۔ علاوہ ازیں جو ٹھیکہ دار اپنا ٹنڈر دفتر ہذا کو دستی دینا چاہتا ہے وہ اپنا ٹنڈر بنام کمانڈنٹ خیبر رائفلز لنڈیکوتل کو تاریخ مقررہ پر کھولنے کے وقت سے پہلے حوالے کردیں۔ لفافے کے اوپر دستخط اور سربمہر ہونا ضروری ہے۔

۴

ٹھیکے کا نام	تاریخ وصولی	کھولنے کی تاریخ	زرضمانت	ٹھیکہ کی تخمینہ
(ا) ٹیلر (TAILOR)	12.2.84	13.2.84	4000/= روپیہ	1,00,000/= روپیہ
(ب) چپلی (CHAPPLY)	12.2.84	13.2.84	20,000/= روپیہ	250,000/= روپیہ

۵۔ ٹنڈر ذیل سرٹیفیکیٹوں پر مشتمل ہوگا۔

(ا) مالی حیثیت سرٹیفکیٹ (FINANCIAL SOUNDNESS CARTIFICATE) از متعلقہ ڈپٹی کمشنر / اسسٹنٹ کمشنر سے تصدیق شدہ

(ب) انکم ٹیکس کلیرنس (INCOME TAX CLEARANCE) سرٹیفکیٹ از انکم ٹیکس آفیسر

(ت) زر بیعانگی (EARNEST MONEY) بذریعہ کال ڈیپازٹ (CALL DEPOSIT) رسید برائے ۱۰،۰۰۰/- روپیہ پاکستانی رجسٹرڈ شدہ بنک سے بنام کمانڈنٹ خیبر رائفلز لنڈی کوتل جمع کرائیں۔

(ث) چال چلن سرٹیفکیٹ متعلقہ ڈپٹی کمشنر سے تصدیق شدہ

۶۔ تاریخ مقررہ کے بعد وصول شدہ ٹنڈروں پر غور نہیں ہوگا۔

۷۔ چپلی کی منظور شدہ سیمپل دفتر ہذا میں موجود ہے دیکھ کر اس کے مطابق ریٹ دیدیں۔

۸۔ مزید تفصیلات کے لئے دفتر ہذا سے رجوع کریں۔

میجر جاوید انور
برائے کمانڈنٹ خیبر رائفلز
(جاوید انور)

PID (PESHAWAR) 81

حافظ محمد ابراہیم صاحب فانیؔ
دار العلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

جہاد افغانستان اور حقانی شہداء

مولانا سید عبدالستار حقانی قندہاری شہید

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا
آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے

تاریخ کے اوراقِ پریشان میں ان اولوا العزم اصحابِ عزیمت اور حرارتِ ایمانی سے گرم اربابِ ہمم کی داستانہائے شوق نکھری اور بکھری پڑی ہیں۔ جنہوں نے اپنی حیاتِ مستعار اور لمحہائے زیست کو ناموسِ ملت و دین اور آبروئے قوم و ملک پر نثار و نچھاور کر دیا۔ اور آج تک ان کے تذکرے، ایمان افروز قصے اور حیرت انگیز واقعات زیبِ داستاں اور گرمیٔ ایمان و ایقان کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ بقولِ شاعر
ہو المسک ماکررتہ یتضوع

مملکت افغانستان پر جس دن سے سرخ سامراج نے شرمناک انقلاب کے ذریعہ قبضہ کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک روزانہ بادہ نوشانِ مئے وحدت اور شمعِ نبوت کے پروانے سینکڑوں کی تعداد میں قربان ہو رہے ہیں۔ اور یوں تبوک و یرموک اور بدر و حنین کی یادوں کے عطر بیز و سحر انگیز جھونکے دل و دماغ کو معطر کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کشتگانِ ستم اور کاروانِ شوق میں ایک ہمارے دوست اور دیرینہ ساتھی مجاہدِ کبیر مولانا سید عبدالستار قندہاری حقانی بھی ہیں جو گذشتہ ماہ ۲۸ صفر ۱۴۰۴ھ کو جادہ پیمایانِ راہِ شہادت میں شامل ہو گئے۔

راقم نے ایک افغان شہید کی تصویر سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی تھی جس کے چند اشعار اپنے قریبی ساتھی شہیدِ مظلوم کی نذر کرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے پاس چند آنسوؤں اور ٹوٹے پھوٹے اشعار کے علاوہ اور کیا ہے جسے بطورِ عقیدت اس عظیم سپوت کو پیش کریں

تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس فرد کا سینہ
مرقد ہے حسرتوں کا امیدوں کا دفینہ

بازی لگائی جان کی ناموسِ قرآں پر
نازاں ہے جس پہ حضرتِ والائے مدینہ

اور وہ نے عاشقِ لیلیٰ ہے نہ شیریں کا طلب گار
اس فرد کا اندازِ جنوں اور ہی کچھ ہے

اس پر حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا واقعہ یاد آیا۔ مؤلف مکاتیب امیرِ شریعت رقمطراز ہے۔

کہ شاہ جی کی موزونیٔ طبع کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ساحر لدھیانوی نے قحطِ بنگال پر جو نظم لکھی ہے اس کے ایک بند کا دوسرا شعر نہیں ہو رہا تھا۔ شاہ جی نے نظم پڑھی۔ تعریف کی۔ ساحر سے کہا۔ کہ اس کا صلہ یہ چند آنسو ہیں۔ انہیں فقیر کا نذرانہ سمجھو" تو ہم بھی سوائے آنسو کے اور کیا پیش کر سکتے ہیں۔

شہید موصوف کو میں بہت ہی قریب سے جانتا ہوں۔ اس کے دونوں بھائی مولانا عبدالغنی حقانی اور عبدالمجید حقانی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں۔ دارالعلوم کی تعطیلات رمضان میں ہمارے گاؤں زرو بی آیا کرتے تھے۔ علوِ نسب کے ساتھ ساتھ کیوں کہ ان کا خاندان سادات سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذہنِ ثاقب اور بے مثل قوتِ حافظہ سے خاندانی طور پر نوازا تھا۔ یہ وہ وہبی ملکہ ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ مولوی عبدالغنی صاحب حقانی نے تقریباً سات آٹھ سال دارالعلوم حقانیہ میں گزارے ہیں اور ابتدا سے لے کر دورۂ حدیث تک تمام علوم و فنون کی تکمیل یہاں کر کے سندِ فراغت حاصل کی۔ ان کے دورۂ حدیث کے دوران دوسرا بھائی مولوی عبدالمجید حقانی نے دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا۔ پھر ۱۰ شوال ۱۳۹۷ھ کو شہید مظلوم نے داخلہ لیا۔ اور مندرجہ ذیل کتابیں لیں۔

مطول۔ قاضی مبارک شرح جامی مبنی اور اصول الشاشی۔ اس سے پہلے دیگر کتابیں آپ نے اپنے وطن میں مختلف مدارس اور درسوں میں پڑھی تھیں۔ اگلے سال ۱۳۹۸ھ کو بیضاوی شریف امور عامہ تلویح و توضیح مسلّم الثبوت۔ شرح عقائد اور خیالی وغیرہ کتابیں شروع کیں۔ تیسرے سال دورۂ موقوف علیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت عمر تقریباً ۱۸ سال تھی۔ اسی سال تعلیمی سال کے چار پانچ مہینے گزارنے کے بعد آپ اور آپ کے دوسرے ہم وطن ساتھیوں کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا۔ اور اس کے لئے تیاری شروع کی۔ روانگی سے قبل اپنے اساتذہ سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی۔ صوبہ قندھار سے جہاد کا آغاز کیا۔ یہ جہاد کا ابتدائی دور تھا۔ حالات اور ماحول سازگار نہ تھے۔ لیکن یہ سرفروش سر ہتھیلی پر رکھ کر بے سر و سامانی کی حالت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ اور شجاعت و بہادری کے ایسے کارنامے سرانجام دئے کہ انسانی عقل اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ کچھ عرصہ بعد اس قافلے کا ایک فرد مولوی محمد اللہ قندھاری کیمونسٹ درندوں کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے انہیں جیل میں ڈال دیا۔ ہر قسم کی جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔ بجلی کے کرنٹ لگائے۔ بھوکا پیاسا رکھا۔ اس کے بعد انہیں سیڑھیوں سے گرا کر اس پر چھلانگیں لگائیں۔ لیکن اس پیکرِ استقامت کے پائے ثبات میں کسی قسم کا تزلزل واقع نہ ہوا۔ اور انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہادت کی خلعتِ فاخرہ سے نوازے گئے۔ رحمہ اللہ

ے آپ کا داخلہ بھی ۱۰ شوال ۱۳۹۷ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوا تھا۔

ہمارے یہ مولانا عبدالستار قندہاری شہید تقریباً ایک سال تک قندہار کے محاذِ جنگ میں برسرِ پیکار رہے لیکن اکثر پرانے ساتھی غزنی کے محاذ پر مصروفِ جنگ تھے۔ اس لئے دوستوں کی ایما پر غزنی تشریف لے گئے اس کے پہنچتے ہی مجاہدین کے جوش اور جذبہ میں حرارتِ ایمانی کی نئی لہر دوڑ گئی۔ اگرچہ عمر میں تمام ساتھیوں سے چھوٹے تھے۔ لیکن شجاعت و بہادری کی وجہ سے تمام ساتھی حتیٰ کہ ان کی جماعت کے امیر بھی آپ کی رائے کو اولیت دیتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے یہ شہید ساتھی غزنی کے محاذِ جنگ سے استاذِ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

> " بعد از رخصتی دارالعلوم حقانیہ بہ صوبہ غزنی رفتم۔ در صوبہ غزنی امیر مجاہدین مولانا معراج الدین فاضل دارالعلوم حقانیہ بود۔ یک بار مجاہدین در کمان او بہ فوج شوروی حملہ کرد۔ بسیار ٹینک تباہ شدہ و پانزدہ صد روسی فوجیاں ہلاک۔ دیگر بار حملہ کرد۔ دو عدد جہاز تباہ شد و چہار ٹینک و دونیم صد فوجی ہلاک۔ دیگر بار در حملۂ مجاہدین نو ٹینک تباہ شد بہ فضل خداوند تعالیٰ۔ دعائے خیر بہ ہیئت اجتماع در بارۂ مجاہدینِ افغانستان بکنید" (نقل از الحق جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ)

شجاعت اور دلیری میں بے نظیر تھے۔ کئی روسی اور کمیونسٹ خلقی آپ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔ تن تنہا ایک فوجی علاقہ میں گھس گئے۔ اور انہیں کہا کہ اب تم ہماری حراست میں ہو۔ کیونکہ میرے ساتھیوں نے (مجاہدین) تمہیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اس طرح اس تمام یونٹ نے تسلیم کر لیا۔ یعنی سپر ڈال دی۔ میدانِ جہاد سے اکثر سردیوں کے موسم میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ پہاڑوں پر برف باری کی وجہ سے مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ حسبِ معمول دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے۔ آپ کا سر زخمی تھا۔ میں نے ان سے اس زخم کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے۔ کہ ہم تین ساتھی ایک فوجی بارک کے قریب گئے۔ اسے اڑانے اور بارود رکھنے کے لئے گڑھا کھودنا شروع کیا۔ سامنے ایک مورچہ سے گولیوں کی بوچھار شروع ہو گئی میرے ساتھی اپنے کام میں مشغول رہے اور میں اس مورچے کی طرف گیا۔ اس مورچہ میں موجود فوجی کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھا۔ میں نے بڑھ کر کلاشنکوف تھام لیا۔ وہ چھڑانے لگا۔ لیکن میں نے بھی اس کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ میں نے اس کے کان میں کہا کہ یہ چھوڑ دو۔ گولیاں کیوں ہم پر برساتے ہو۔ ہم طالب علم ہیں اپنے اساتذہ سے دعائیں لے کر آئے ہیں۔ وہ بالکل خاموش رہا۔ اور بدستور کلاشنکوف چھڑانے میں زور لگا رہا تھا۔ اتنے میں اس نے گولی چلا دی۔ گولی میرے سر کے اوپر چمڑے کو چیرتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے بعد میرا دوسرا ساتھی آیا۔ اس نے اس کو ایک آہنی ہنٹر سے مارنا شروع کر دیا۔ تاآں کہ اس نے کلاشنکوف چھوڑا۔ بعد میں اسے واصلِ جہنم کر دیا۔

ظرافتِ طبع اور خوش مذاقی میں بھی اپنے ساتھیوں سے فائق تھے۔ ہر ایک طالب علم کے ساتھ نہایت

ہی خندہ پیشانی سے ملتے۔ خواہ اس کے ساتھ واقفیت ہو یا نہ ہو۔ اسی وجہ سے تمام طالب علموں میں ہر دلعزیز تھے ایک دن اپنے ساتھیوں کو ایک واقعہ سنایا جس سے ساری محفل کشت زار زعفران بن گئی۔ اس نے کہا کہ ایک دن ہم جہاد میں مصروف تھے کہ گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ ہم میں ایک بوڑھا آدمی بھی تھا۔ اس نے کہا یہ طالب علم آگے ہو جائیں۔ کیونکہ ان لوگوں کا کیا ہے۔ صرف ایک جان ہے۔ یہ رہے یا نہ رہے اور ہم تو عیال دار ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کیوں کوئی نہیں۔ حقانیہ میں ہمارے دوست ہیں ساتھی ہیں۔ ہمارے لئے وہ اتنے عزیز ہیں جیسا کہ آپ کو اپنے اہل خاندان۔ ہم ان کو کسی بھی صورت نہیں بھول سکتے۔

ان کے پرانے قریبی دوست اور جہاد کے ساتھی جلاد خان راوی ہیں کہ:۔

غزنی کے محاذ پر ہم کمیونسٹوں کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ شہید موصوف کے ہاتھ میں راکٹ تھا۔ سامنے ایک ٹینک سے گولیاں برسنی شروع ہوئیں۔ گولیاں اس کے سر کے اوپر اور بالکل قریب سے گزر رہی تھیں۔ ہم نے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ یا تم بھی اس پر گولی چلاؤ۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ ان گولیوں کے چلنے کی آواز سے مجھے لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور میں زندہ حالت میں اس شخص سے مشین گن چھینوں گا۔ وہ گولیاں برساتا رہا اور یہ مجاہد آگے بڑھتا رہا۔ اور بغیر کسی تکلیف یا گزند کے اس خلقی پر مشین گن سمیت قبضہ کر لیا۔

بندہ کو خود ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے ایک دن ایک روسی پائلٹ پکڑ لیا۔ وہ معمولی فارسی جانتا تھا۔ میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا۔ ہمارے پاس روٹی کا چنداں بندوبست نہ تھا۔ ایک ساتھی روٹی پکاتا۔ اور کچھ معمولی سالن۔ جس سے بمشکل ہمارا پیٹ بھرتا۔ اور اب اس قیدی کی شکل میں ایک اور ساتھی کا اضافہ ہو گیا۔ ہم اس کے لئے روٹی اور سالن الگ رکھتے اور خود ہم اپنے ساتھی اکٹھے بیٹھ کر کھاتے۔ وہ روسی پائلٹ جب سیر نہ ہوتا تو ہمارے برتن سے ایک نوالہ اٹھا لیتا۔ پس پھر ہم اسے نہ کھاتے۔ وہ روسی اس برتن کو اپنے سامنے رکھ لیتا اور شکم سیر ہو کر کھاتا۔

شہید موصوف غزنی کے محاذ سے نہایت مطمئن تھے۔ اس محاذ سے کسی دوسرے محاذ پر جانا پسند نہ کرتے۔ چنانچہ جب آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ساتھیوں نے ان کی لاش گاڑی میں دوسری جگہ لے جانی چاہی۔ تو گاڑی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھی۔ بار بار کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر انہوں نے وہیں آپ کو سپرد خاک کیا۔ کتنا خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے محمود بت شکن کے دیس میں شہادت پائی۔ اور ان مجاہدوں کی سرزمین میں آسودۂ خواب ہوتے ۔

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

یوں قید سے چھٹنے کی خوشی کس کو نہ ہو گی — پر تیرے اسیروں کی دعا اور ہی کچھ ہے
سرکش نہیں باغی نہیں غدار نہیں ہم — پر ہم پہ تقاضائے وفا اور ہی کچھ ہے (جوہر)

اللہ تعالیٰ مرحوم کو شہدا کے مراتب عالیہ سے نوازے اور پسماندگان، ان کے والد بزرگوار حاجی عبدالغفار صاحب و محترم مولوی عبدالغنی حقانی و مولوی عبدالمجید حقانی اور شہید مظلوم کی جماعت کے امیر قاری تاج محمد صاحب کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ خدا کرے کہ مولوی سید عبدالستار حقانی شہید کا خون رنگ لائے۔ اور انہوں نے جس عظیم مقصد کے لئے جان کی قربانی دی وہ مقصد حصول سے ہمکنار ہو جائے۔ تاکہ اس کی بے چین و مضطرب اور سیماب فطرت روح کو تسکین ہو ؎

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں — برسوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

بقول رئیس امروہی ؎

حسن شفق و رنگ حنا اور ہی کچھ ہے — پر سرخی خون شہدا اور ہی کچھ ہے
صوفی کی مناجات فلک گیر ہے لیکن — مردان مجاہد کی دعا اور ہی کچھ ہے
جینا ہی نہیں کشمکش زیست کا مقصود — ذوق اجل و جہد بقا اور ہی کچھ ہے
اے سجدہ گزار حرم عظمت و اقبال — سجدہ بہ تہ شمشیر قضا اور ہی کچھ ہے

کافور جنازہ میں ہے کچھ اور ہی خوشبو
عطر کفن اہل وفا اور ہی کچھ ہے

ختم بخاری شریف کے برکات

ارشادات:
حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

ضبط و ترتیب:
حافظ محمد ابراہیم فانی

اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے ختم مبارک کے فضائل و برکات اور اثرات سے کتب بھری پڑی ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ میں بھی بعض اہم مشکلات و عوارض پیش آنے کی صورت میں اسی عمل طیبہ پر عمل کیا جاتا رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بعض اہم دینی شخصیات کے انتقال پر ان کا ایصال ثواب اور بعض مخلصین و معاونین دارالعلوم حقانیہ کے حل مشکلات کے لئے دارالحدیث میں ۲۷ نومبر ۸۳ء کو تمام اساتذہ اور طلبہ کرام نے جمع ہو کر بخاری شریف کے ختم کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے موقع کی مناسبت سے مختصر خطاب فرمایا۔ جسے افادہ عام کے لئے اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

توسل بالانبیاء والصحابہ

محترم بزرگو! بہت دنوں سے ارادہ تھا کہ ختم قرآن پاک اور ختم بخاری شریف ہیئت اجتماعی کے ساتھ کریں۔ کیونکہ دونوں روح و ایمان کی تازگی، رفع حاجات اور مشکلات سے بچنے کا ذریعہ ہیں۔ اس کے بعد اللہ کے حضور دعا مانگیں گے۔ ایسی دعا جس میں توسل بذات النبیؐ ہو۔ ان کے اقوال و افعال اور ان نقوش پر جو کہ آپ کے افعال پر دال ہوں۔ ان پر توسل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ذات ہے۔ ضرور اس دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ بخاری شریف میں بدریین کا ذکر آیا ہے۔ اور آپ نے پڑھا ہے بخاری شریف میں۔ کہ جب امام بخاری کسی بدری صحابی سے روایت کرتے ہیں تو ان کے نام کے ساتھ یہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ بدری ہے۔ بخاری شریف میں ان کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ان اسماء کی بہت بڑی برکت ہے۔ اے اللہ ان بدریین کے طفیل ہماری حاجات حل فرما دے تو اس میں صرف اصحاب کرامؓ کے نام آتے ہیں۔ ان کے توسل سے دعا مانگنا ایسا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ کا چھوٹا بچہ ہو جو کہ اس کو بہت ہی محبوب ہو۔ اب ایک عقلمند آدمی اس کے ہاتھ میں ایک درخواست دیدے اور اس کو کہے کہ اس کاغذ پر بادشاہ سے دستخط کرا دو۔ تو بادشاہ پھر اس پر دستخط کرے گا۔ اور ساتھ یہ بھی کہے گا۔ کہ یہ آدمی نہایت ہی ہوشیار ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طفیل اللہ سے قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور ان کا توسل ذریعہ نجات ہے۔
بخاری شریف لاکھوں احادیث کا نچوڑ ہے۔ اس میں جو بالکل قوی اور صحیح روایات ہیں ان کی تعداد بھی چھ ہزار سے زائد ہے۔ اس عظیم مجموعے کی تلاوت جو ہم نے کی یہ اس پیغمبرؐ کا کلام ہے جس کے بارے میں حضرت ابو طالب فرماتے ہیں

وَ اَبیضُ یُستسقی الغمامُ بِوَجھہٖ
ثِمالُ الیتامیٰ عِصمۃٌ للارامِلِ
یلوذ بہ الھُلّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ
فھُم عندہ فِی نعمۃٍ وّ فواضِلِ

بادلوں سے بارش آپؐ کی برکت سے ہوتی ہے اور آپ ہی کی وجہ سے ویرانے آباد ہوتے ہیں۔ یہ اسی نبیؐ کا کلام ہے جن کا کلام خیر کا منبع ہے۔

شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ بہت بڑے ولی اللہ اور بزرگ گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میری حالتِ نزع میں رسول اللہؐ کی احادیث کا ورد کریں۔ گویا مطلب یہ تھا کہ مجھے ختم بخاری شریف کریں۔ اس لئے کہ احادیث میں معتبر ترین کتاب بخاری کی ہے جب شئی مطلق ذکر ہو جائے۔ تو اس کا صرف کامل ہی کی طرف ہوتا ہے حضرت مولانا گنج مراد آبادی صاحب جیسے بزرگوں کو اس کی قدر معلوم تھی۔ اس لئے انہوں نے فرمایا کہ حالتِ نزع میں میرے سامنے حضورؐ کے کلام مبارک کا ورد کریں۔

اصل سبب اور مؤثر حقیقی | مولانا اثیر الدین یا مولانا جمال الدین فرماتے ہیں کہ مجھ پر زندگی میں ایک سو بیس مرتبہ مصائب آئے۔ ہر مرتبہ میں نے ختم بخاری شریف کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے کلام کی برکت سے وہ تمام حل فرما دئے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو اللہ نے ہمیں دی ہے۔ اللہ کے دربار میں ہم جو کام کرتے ہیں اصل مؤثر پر نظر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ ایک تو اسباب ظاہری ہیں وہ حقیقی مؤثر نہیں حقیقی مؤثر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ اس عالم دنیا کے بھی اسباب ہیں۔ لیکن اصل سبب ذکر اللہ ہے۔ تو جب تک دنیا میں قرآن و حدیث کا شور و غلغلہ ہو۔ دنیا باقی رہے گی۔ لیکن اگر ہم نے ذرا بھی غفلت سے کام لیا تو قیامت بپا ہوگی۔

میں عرض کر رہا تھا کہ ہم دارالعلوم میں حسب عادت دو تین ماہ بعد ختم بخاری شریف کیا کرتے تھے لیکن میری بیماری اور مختلف اعذار کی وجہ سے کافی مدت تک اس نعمت سے محروم رہے۔ جب کبھی آپ پر سختی یا مصیبت آجائے تو ختم بخاری شریف کریں۔ طاعون، قحط اور دیگر ہزارہا مصائب کے لئے یہ تیر بہدف نسخہ ہے۔ اس موقعہ پر ہمارا بہت دنوں سے ارادہ تھا کہ ہم بخاری شریف کی تلاوت کریں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ احادیث جن حضرات کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہیں۔ ان اساتذہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے ہماری جھولیاں ان

موتیوں سے بھری ہیں۔ ان میں حضرت مولانا قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن سیدنا و شیخنا مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ ان کے بعد حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی جو کہ وقعی بے نظیر عالم تھے۔ علم وفضل زہد و تقویٰ تحریر و تقریر غرض ہر میدان کے شہسوار اور ہر طرح سے یکتائے روزگار تھے ایک بہت بڑی ہستی تھی آج دارالعلوم دیوبند کا فیضان جو تمام عالم میں جاری ہے۔ یہ ان بزرگوں کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ ان کی موت ان کی جدائی ہمارے لئے صدمہ جانکاہ ہے۔ اسی طرح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کوکب الدری اور اوجز شرح مؤطا امام مالک کے مصنف ہیں حیران کن بات ہے کہ اس کمزور اور نحیف انسان نے ذرّیّہ اور برِاعظم میں اسلام کا جھنڈا سربلند رکھا۔ ان کا بھی پچھلے سالوں میں انتقال ہوا ہے۔ حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کے بارے میں کیا عرض کروں۔ موجودہ زمانے کے تمام فتن الحاد و زندقہ اور اسی طرح ملحدین و زنادقہ کا مکمل جواب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو تبحر دیا تھا۔ یہ انہیں کا حصہ تھا۔ وہ بھی ہم سے رخصت ہوئے ہیں۔ کن کن حضرات کا تذکرہ کروں۔ ہمارے علاقہ کے مشہور علمی و روحانی شخصیت میاں محمد جان صاحب خلجی کنڈر خیل بہت بزرگ اور نیک آدمی تھے۔ ان کا انتقال ہوا ہے۔ اور سب سے زیادہ ناقابلِ تلافی نقصان دارالعلوم کے لئے حضرت شیخ مولانا عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ کے سانحہ ارتحال سے پہنچا ہے۔ ان کی وفات کا صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ دارالعلوم پر آپ کے بہت زیادہ احسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں درجات عالیہ سے نوازیں۔

بلوچستان کے مشہور عالم دین جناب مولانا قاضی سعد اللہ صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ اسی طرح دارالعلوم کے مخلص کارکن حاجی رحمان الدین صاحب جو کہ دارالعلوم کے مفاد میں دن رات پھرتے تھے۔ ان کا انتقال ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کو جنت میں بہترین مقامات سے نوازیں۔

ان کے لئے دعا کریں ان تمام دواعی کی وجہ سے ہمارا خیال تھا کہ ختم بخاری شریف بہ ہیئت اجتماعی کریں۔ لیکن حاجی مشتاق صاحب راولپنڈی ہم پر باعث ہوئے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور ان مریضوں کو اور وہ بیمار جو ہسپتالوں میں ہیں یا جنہوں نے ہمیں رقعے بھیجے ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ ہم تو نہایت ہی پُر تقصیر اور گنہ گار ہیں۔ لیکن لوگوں کا ہم پر حسن ظن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کی حاجتیں اور مشکلات حل فرمائے۔

دارالعلوم کی بقا اور ترقی کے لئے بھی اللہ سے دعائیں مانگیں۔ ہم نے تو صرف اللہ پر توکل کر کے کام شروع کیا ہے۔ ثواب کی نیت سے۔ وہ حضرات جو دارالعلوم کے ساتھ امداد کرتے ہیں۔ دارالعلوم پر لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہ ان مخلصین معاونین کی امداد سے پورا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل سے نوازے۔

ایک صاحب میرے پاس آئے اور مجھے ایک روپیہ دیا کہ یہ دارالعلوم کے لئے چندہ ہے۔ اس کے ساتھ رویا۔ میں نے اس سے پوچھا کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ اگر زیادہ کی طاقت ہوتی تو پیش کرتا۔ پھر باتوں باتوں میں

معلوم ہوا کہ اس شخص نے ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا۔ اور اس طرح ایک وقت فاقہ کرکے دارالعلوم کے چندہ کے لئے ایک روپیہ بچایا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ بجلی کا خرچ، تعمیر کا خرچ گیس کا خرچ۔ اور اسی طرح متفرق اخراجات۔ تو یہ لاکھوں تک پہنچتا ہے۔ یہ تمام اخراجات اہل خیر مسلمانوں کی معاونت و تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔

جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو کسی نے کہا کہ ہم نے دیوبند میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی ہے حضرت صاحب جلال میں آ گئے۔ فرمایا۔ کہ آپ نے رکھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ اس مدرسے کے لئے لوگوں نے دعائیں مانگی ہیں اللہ کے حضور گڑگڑا کر روتے ہیں۔ کیا یہ بنیاد آپ نے رکھی ہے؟

اپنے والدین کے لئے دعا مانگیں۔ ان کا ہمارے اوپر بہت احسان ہے۔ اگر اساتذہ ہمارے روحانی مربی ہیں تو والدین ہمارے جسمانی مربی۔ اللہ فرماتے ہیں وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا۔ روحانی مربیوں کے ساتھ جسمانی مربیوں کا بھی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں ان کی عزت میں برکت ڈالے۔ ہمارے ناظم صاحب سلطان محمود برخوردار انوارالحق اور دارالعلوم کے رکن حاجی غلام محمد صاحب جو عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے دعا فرمائیں۔

اخیر میں عرض کرتا ہوں کہ ان مرحومین اور مریضوں کے لئے دعا کریں۔ یہ ہمارے قاری صاحب (قاری محمد امین صاحب راولپنڈی جو اس تقریب میں تشریف فرما تھے) بہت بڑے عالم ہیں۔ اور دارالعلوم کے ابتداء سے معاون ہیں انہوں نے اپنے مدرسہ کے لئے پنڈی میں ایک قطعہ زمین خریدا ہے۔ جس پر چرسیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مخالفین تو بہت ہیں لیکن یہ بہت شرم کی بات ہے۔ کہ دارالعلوم کی زمین پر ڈوم اور چرسی وغیرہ قابض ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی مدد فرمائے۔ اور محمد مشتاق صاحب کی مشکلات آسان فرمائے۔

برخوردار سمیع الحق دورۂ مصر پر گئے ہیں۔ ان کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر مصر دارالعلوم کی ترقی و استحکام دین کی اشاعت اور علماء کی نیک نامی کا باعث بنا دے۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

پروفیسر محمد اسلم صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۳)

اولیاء کرام اور سلاطینِ اسلام کا مرثیہ خواں

دہلی کا تازہ سفرنامہ

اسلام کی عظمتِ رفتہ کے کھنڈرات

اگلے روز ناشتے کے بعد میں خانقاہ شاہ ابوالخیرؒ میں مولانا زید ابوالحسن سے ملتا ہوا اروِن ہسپتال جا پہنچا۔ اس ہسپتال کے عقب میں مہندیوں کا مشہور قبرستان ہے۔ میں نے ۱۹۶۷ء میں اس قبرستان میں صدہا قبریں دیکھی تھیں۔ اب دہلی کارپوریشن کی مہربانی سے وہاں خوبصورت لان بن چکے ہیں۔ اللہ محمد علی شبیر موات کو جزائے خیر دے۔ کہ اس مردِ مجاہد کی بھاگ دوڑ سے قبروں کے دو تاریخی احاطے کارپوریشن کی دستبرد سے بچ گئے ہیں۔ اگر یہ مردِ مجاہد بروقت مقابلہ کے لئے کھڑا نہ ہو جاتا تو کارپوریشن ان احاطوں پر بھی بل ڈوزر چلا دیتی۔

مہندیوں میں داخل ہوتے ہی ایک مسجد نظر آتی ہے جو "مکّی مسجد" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد کے صحن میں چالیس پچاس قبریں ہیں۔ جن میں سب سے نمایاں قبر دسویں صدی ہجری کے مشہور محدث شیخ عبدالعزیز شکر بارؒ کی ہے ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے:۔

۷۸۶۔ مرقد

حضرت شیخ عبدالعزیز شکر بارؒ۔ ابن حضرت شیخ حسن طاہر۔

سن پیدائش ۹۰۷ھ۔ تاریخ وفات ۲ جمادی الثانی ۹۷۵ھ بعمر ۶۸ سال

فسبحٰن الذی بیدہ الملکوت کل شیئٍ والیہ ترجعون پڑھتے ہوئے رحلت فرمائی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے آپ کی تاریخ اس قطعہ میں کہی۔

شیخ کامل عارفِ دوران خود عبدالعزیز — آنکہ میداد اہل اللہ دل را مجلسش یاد از بہشت

ہرچہ از اوصافِ اہل اللہ در عالم بود — حق تعالیٰ نہ ازل فطرت بذاتِ اُو سرشت

یادگار اہل چشت اُو بود در دورانِ خود — گشت ازاں تاریخِ فوتش "یادگار اہلِ بہشت"

۹۷۵ھ

آپ کا وطن اُچہ ضلع ملتان[1] تھا۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت

[1] یہاں ملتان کی بجائے بہاولپور ہونا چاہئے تھا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کے مزار کی جاروب کشی کیا کرتے تھے۔

نصب کردہ۔ فقیر علی محمد متولی درگاہ ہذا

حضرت شکر بارؒ کی قبر سے چھ میٹر جانب جنوب سر سید احمد خان اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاد مولانا مملوک العلیؒ محو استراحت ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

۷۸۶ اُستاد الکل

مولانا مملوک العلی نانوتوی

وفات۔ ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ

نصب کردہ۔ محمد یعقوب نبیرہ

حضرت شکر بار کی قبر سے جانب جنوب مشرق اندازاً تین میٹر کے فاصلے پر بھارت کا مشہور سارنگی نواز عبدالشکور خاں کیرانوی محو خواب ابدی ہے۔ اس فن کار کی قسمت پر رشک آتا ہے کہ اسے کہاں اور کن بزرگوں کے قریب دفن ہونے کی سعادت ملی۔ اس کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے۔

۷۸۶ اللہم اغفرہ وارحم

مشہور سارنگی نواز پدم شری عبدالشکور خان کیرانوی

نے ۷۵ سال کی عمر میں پیر کے روز ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ۔ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کے سبب داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ کریم ہوگا ذرا ہاتھ اٹھایئے اور فاتحہ اس قبر پہ بھی پڑھنے جایئے

مکی مسجد میں کچھ طلبہ مقیم ہیں اس لئے یہ مسجد آباد ہے۔ اور وہاں پانچوں وقت اذان اور نماز باجماعت ہوتی ہے اس مسجد کے عقب میں علی محمد صاحب کا گھر ہے۔ اور اس گھر سے ملحق ایک وسیع کمرہ ہے جو "شاہ ولی اللہ ہال" کے نام سے موسوم ہے۔ میں نے علی محمد صاحب سے کہا کہ میں بہت دور رہتا ہوں، اگر دہلی میں مقیم ہوتا تو ہر ہفتے اس ہال میں شاہ ولی اللہ کی تعلیمات پر لیکچر دیا کرتا۔

مکی مسجد سے جو راستہ شاہ ولی اللہ کی درگاہ کی طرف جاتا ہے اس راستے میں سڑک کے کنارے مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی یاد میں دو ستون بنے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ستون پر یہ شعر درج ہے۔ جو مرحوم نے بھارتی پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں پڑھا تھا۔

جب زمانہ میں کوئی فتنہ نیا اٹھتا ہے
وہ اشارہ سے بتا دیتے ہیں تربت میری

ان ستونوں سے آگے بڑھیں تو اندازاً چالیس میٹر کے فاصلے پر نئے تعمیر شدہ کمرے نظر آتے ہیں، جن میں مدرسہ رحیمیہ قائم ہے۔ ابتدا میں مفتی ضیاء الحق دہلوی اس مدرسہ کے مہتمم تھے۔ لیکن ان دنوں "محاسن موضح القرآن" کے مصنف مولانا اخلاق حسین قاسمی اس منصب پر فائز ہیں۔ مدرسہ رحیمیہ ۱۸۴۶ء میں شاہ محمد اسحاق کی ہجرت کے بعد عملاً ختم ہو گیا تھا اور ۱۸۵۷ء کے ہنگاموں میں کسی ہندو نے قبضہ کر لیا تھا۔ غالب کے خطوط میں اس غاصبانہ قبضے کی تفصیل موجود ہے۔ ۱۹۸۱ء میں علی محمد صاحب کی سعی و کاوش سے اس کا دوبارہ اجرا ہوا۔ اس مردِ حق نے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا ہے۔ اب شاہ ولی اللہ کی درگاہ میں شب و روز قال اللہ و قال الرسول کی آوازیں سننے میں آتی ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مدرسہ میں سے گذر کر شاہ ولی اللہ کی درگاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ درگاہ کا دروازہ "باب الولی" کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے ؎

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہ خاک ۔ دفن ہوگا نہ کہیں اتنا خزانہ ہرگز

باب الولی سے گذر کر آگے بڑھیں تو دائیں ہاتھ ایک شاندار مسجد نظر آتی ہے پہلے یہ پرانے طرز کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی لیکن تعمیر جدید کے بعد اس میں سو طلبہ کے قیام کی جگہ نکل آئی ہے۔ اس مسجد کے صحن کے ساتھ ہی جانب جنوب مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قبر ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت درج ہے۔

۷۸۶ اللہ مرقد محمد

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن۔ سابق ناظم عمومی جمعیتہ العلماء ہند

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم ہو گئے خاک انتہا یہ ہے

تاریخ وفات۔ یکم ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۲ء

مولانا سیوہاروی کی قبر سے ایک میٹر کے فاصلے پر جانب مشرق ڈاکٹر سید محمود کی قبر ہے۔ قبر کے سرہانے صرف ان کا نام درج ہے۔ ان کے لواحقین نے تاریخ وفات بھی درج کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ سید محمود کی پائنتی مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے سب سے بڑے بیٹے عزیز الرحمٰن کی قبر ہے۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

۷۸۶ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

عزیز ملت مولانا عزیز الرحمٰن جامعی لدھیانوی ابن رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

"تاریخ پیدائش۔ ۱۷ مئی ۱۹۱۹ء لدھیانہ۔ تاریخ وفات۔ ۲۸ مئی ۱۹۷۶ء۔ دہلی

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلبِ او

مسجد کے جنوب میں ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے۔ اب علی محمد نے اس پر ایک بارہ دری بنا دی ہے۔ اس

چبوترے پر ہندوستان کا ایک صدی کا علم اور تقویٰ دفن ہے۔ خاندان ولی اللہی کے مزارات کی ترتیب یوں ہے۔

	شاہ محمد موسیٰ		شاہ عبدالسلام					
اہلیہ شاہ مخصوص اللہ	شاہ مخصوص اللہ	شاہ عبدالعزیز	سیدظفر احمد	شاہ رفیع الدین	شاہ عبدالقادر	شاہ عبدالغنی	اہلیہ شاہ ولی اللہ	شاہ محمد عمر
				شاہ ولی اللہ	شاہ عبدالرحیم	اہلیہ شاہ عبدالرحیم		دختر شاہ عبدالقادر

ان قبروں کے سرہانے سب بزرگوں کے نام درج ہیں۔

اس بارہ دری کے مغرب میں حکیم مومن خان مومن کی قبر ہے۔ مومن شاہ عبدالقادر کے شاگرد اور سید احمد بریلوی
کے مرید تھے۔ اسی لئے انہیں خاندان ولی اللہی کے قریب ابدی آرام گاہ ملی۔ مومن کی قبر پر علی محمد نے سیمنٹ کا بڑا عمدہ کام
کروایا ہے۔ ان کے لوح مزار کے ایک طرف یہ عبارت درج ہے۔

۷۸۶

حکیم محمد مومن خان مومن دہلوی

۱۲۱۵ ——— ۱۲۶۸ھ

نصب کردہ۔ نفیر علی محمد عفی عنہ متولی درگاہ ہذا در ۱۳۶۳ھ

تاریخ وفات مومن فرمودہ خود

دست و بازو بشکست

مومن کے لوح مزار کی دوسری جانب ایک طویل عبارت کندہ ہے جس میں ان کی زندگی کی اہم سنین درج ہیں۔

۱۹۸۱ کے سفر میں محمد علی نے میری آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شاہ ولی اللہ کی مسجد میں شاہ صاحب کی تعلیمات
پر میرا ایک لیکچر رکھ دیا۔ اور مفتی عتیق الرحمن عثمانی کو صدارت کی زحمت دی۔ دہلی کے مسلم اخبارات میں اس لیکچر کا
اشتہار دیا گیا تھا اس لئے اس موقع پر اچھی خاصی حاضری ہو گئی تھی۔ اگلے روز اخبارات میں اس لیکچر کا خوب چرچا ہوا۔
مہندیوں سے نکل کر میں بہادر شاہ ظفر روڈ پر ملا عبدالغنی کی مسجد دیکھنے گیا۔ یہ مسجد اکبر کے زمانے میں ملا
عبدالغنی صدر الصدور نے تعمیر کرائی تھی۔ ان دنوں اس مسجد میں جمعیت العلماء ہند کا صدر دفتر ہے۔
مسجد ملا عبدالنبی کے قریب ہی لب سڑک ایک چوکور مقبرہ دکھائی دیتا ہے۔ لوگ اسے بھولی بھٹیاری کا مقبرہ
بتاتے ہیں۔ دراصل یہ بوعلی بختیاری نامی ایک بزرگ کا مقبرہ ہے۔ ان پڑھ عوام نے بوعلی بختیاری کو بھولی بھٹیاری بنا دیا۔
بہادر شاہ ظفر روڈ آگے جا کر متھرا روڈ میں مل جاتی ہے۔ متھرا روڈ پر بائیں ہاتھ پرانا قلعہ دکھائی دیتا ہے
اس قلعہ کے اندر شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ مسجد اور شیر منڈل کی عمارتیں قابلِ دید ہیں۔ اسی شیر منڈل سے گر کر ہمایوں
نے وفات پائی تھی۔

۱۹۴۷ء کے فسادات میں دہلی کے مسلمانوں نے اسی قلعہ میں پناہ لی تھی۔ قلعہ کے بالمقابل لب سڑک ایک قلعہ نما عمارت کے کھنڈر نظر آتے ہیں۔ یہ مدرسہ خیر المنازل کی شکستہ عمارت ہے۔ یہ مدرسہ اکبر کی رضاعی ماں ماہم انگہ نے تعمیر کیا تھا۔ "خیر المنازل" سے اس کی تاریخ بنا (۹۶۹ھ) نکلتی ہے۔ ان کھنڈرات کو دہلی کارپوریشن کی دستبرد سے بچانے کے لئے مسلمانوں نے یہاں نمازِ عید ادا کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

متھرا روڈ پر ایک باغ میں مشہور شاعر بیدل کی قبر ہے۔ اسی مناسبت سے یہ باغ "باغ بیدل" کے نام سے موسوم ہے۔ بیدل کے چند افغان مداحوں نے وہاں ایک یادگاری پتھر نصب ہے۔ یہ وہی بیدل ہے جس کے بارے میں غالب نے کہا تھا ؎

طرزِ بیدل میں ریختہ کہنا
اسد اللہ خاں قیامت ہے

باغ بیدل سے آگے بڑھیں تو بائیں ہاتھ ہمایوں کا مقبرہ نظر آتا ہے۔ اسے مغلوں کا ویسٹ منسٹر ایبے کہنا چاہئے ہمایوں کے علاوہ وہاں مغل شہزادوں اور شہزادیوں کی ۱۵۰ قبریں ہیں۔ اسی مقبرے میں آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر نے پناہ لی تھی اور یہیں سے اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ دہلی میں یہ سب سے بڑا مقبرہ ہے۔ اسی مقبرے کے ایک گوشے میں افغان دورِ حکومت کے ایک نامور امیر عیسیٰ خان کا مقبرہ ہے۔ جو افغان طرزِ تعمیر کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ ہمایوں کے مقبرے کی چار دیواری کے باہر جانب جنوب ایک گوردوارہ نظر آتا ہے۔ دہلی کے قدیم باشندوں کا یہ کہنا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء کا قیام اسی گوردوارہ کی جگہ پر تھا۔

ہمایوں کے مقبرے سے حضرت نظام الدین اولیاء کی درگاہ بالکل قریب ہے۔ درگاہ کا راستہ بنگلے والی مسجد کے سامنے سے ہو کر گذرتا ہے۔ یہ مسجد تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔ یہیں سے یہ عالمگیر تنظیم اٹھی تھی مسجد کے اندر ہر وقت وعظ و تذکیر اور ذکر و تسبیح کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ دہلی کی سب سے زیادہ رونق والی مسجد ہے مسجد کے جنوبی گوشے میں مولانا محمد الیاس اور مولانا محمد یوسف کی قبریں ہیں۔ اسی مسجد میں ۱۹۴۷ء میں راقم السطور کی ملاقات شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ سے ہوئی تھی۔ مرحوم نصف گھنٹے تک مجھ بے نوا سے مصروف گفتگو رہے تھے۔ اب اسی مسجد کے مشرق میں چار منزلہ شاندار ہوسٹل بن گیا ہے۔

بنگلے والی مسجد کے شمال میں ایک مقبرہ نما عمارت "لال محل" کے نام سے موسوم ہے۔ اس عمارت میں علامہ اخلاق حسین دہلوی رہتے ہیں۔ میں جب بھی دہلی جاتا ہوں ان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا ہوں۔ اس بار انہوں نے اپنی ایک تصنیف "آئینۂ ملفوظات" عنایت فرمائی۔ جس میں انہوں نے فوائد السالکین، اسرار الاولیاء اور راحت القلوب کا تفصیلی تعارف کرایا ہے۔ بعض اہل علم کو ان کتابوں کی صحت میں شبہ ہے۔

میں تلاش بسیار کے باوجود مرزا مظہر جانجاناںؒ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ نور محمد بداؤنی رحمہ اللہ کے
مزار کا اتہ پتہ نہ چلا سکا۔ مولانا زید ابوالحسن نے مجھے اس کا محل وقوع بھی بتایا تھا لیکن میں وہاں نہ پہنچ سکا۔ میں نے
علامہ صاحب سے اس کا پتہ پوچھا تو انہوں نے اپنے فرزند کو میرے ساتھ کیا۔ اور وہ مجھے نالہ پار ایک قبرستان میں
لے گئے۔ وہاں ایک چار دیواری کے اندر حضرت نور محمد بداؤنی کا مزار ہے۔ اسی جگہ مولانا زید ابوالحسن کی والدہ ماجدہ
اور اہلیہ محترمہ بھی محوِ خواب ابدی ہیں۔ شاہ صاحب نے اس مزار کی چند سال پہلے مرمت کرادی ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ
حضرت نور محمدؒ، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے پوتے خواجہ سیف الدین کے مرید اور خلیفہ تھے۔

بنگلے والی مسجد سے آگے بڑھیں تو بائیں ہاتھ غالب اکیڈمی کی پانچ منزلہ عمارت نظر آتی ہے۔ اکیڈمی کی مغربی دیوار
سے متصل ایک احاطے میں غالب کی قبر ہے۔ میں نے ۱۹۵۵ء میں یہاں درجنوں قبریں دیکھی تھیں۔ اب صرف تین قبریں
باقی رہ گئی ہیں۔ غالب کی قبر ایک چھتری کے نیچے ہے جس وقت میں وہاں پہنچا تو ایک کتا وہاں آرام کر رہا تھا۔ افسوس
کہ چھتری کے دروازے پر کسی نے دروازہ لگانے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ غالب کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے

یا حی

یا قیوم

رشکِ عرفی و فخرِ طالب مُرد — اسد اللہ خاں غالب مرد

کل میں غم و اندوہ میں باخاطرِ محزوں — تھا تربتِ اُستاد پہ بیٹھا ہوا غمناک

دیکھا جو مجھے فکر میں تاریخ کی مجروحؔ — ہاتف نے کہا "گنجِ معانی ہے تہ خاک"

۱۲۸۵ھ

چھتری سے باہر غالب کی پائنتی، اس کے منہ بولے بیٹے نواب زین العابدین خان عارفؔ (المتوفی ۱۲۶۸ھ) کی قبر ہے
اس کی وفات پر غالب نے بڑا پر درد مرثیہ لکھا تھا۔

عارف کی قبر سے جانب مشرق، احاطے سے باہر، غالب کے سسر نواب الٰہی بخش خان معروفؔ (متوفی ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء)
کی قبر ہے لوحِ مزار پر صرف ان کا نام اور سنِ وفات کندہ ہے۔

غالب کے احاطے کا ایک دروازہ چونسٹھ کھمبہ کی عمارت میں کھلتا ہے۔ چونسٹھ کھمبہ دراصل سنگِ مرمر کی ایک شاندار عمارت ہے
اس عمارت کی چھت کو چونسٹھ ستون سنبھالے ہوئے ہیں اس لئے اس کا نام چونسٹھ کھمبہ پڑ گیا۔ چھت کے نیچے کئی قبریں ہیں جن میں سب سے
نمایاں اکبر کے رضاعی بھائی خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کی ہے ــــ غالب اکیڈمی سے آگے بڑھیں تو دائیں ہاتھ قبروں کا سلسلہ شروع
ہو جاتا ہے ان میں نمایاں قبر شیخ محمد عبداللہ سابق وزیر اعلیٰ کشمیر کی خوشدامن کی ہے۔ مرحومہ کے حالات زندگی شیخ عبدالشکور نے "سبز تا
بیگانہ" میں لکھے ہیں۔ اسی احاطۂ قبور میں ایک قبر نظام الدین اولیاؒ کے بھانجے شیخ تقی الدین نوح کی ہے یہ بزرگ سلاطین و امرا کے ہاں آمد و رفت
رکھتے تھے ایک دن سلطان المشائخ نے ان سے کہا کہ اگر وہ سلاطین و امرا کے ہاں جانا ترک کر دیں تو موصوف انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیں شیخ موصوف نے یہ
عادت ترک نہ کی اور یوں بھی ان کا انتقال شیخ المشائخ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ اسی جگہ سیر الاولیا کے مصنف امیر خورد کرمانی کی قبر ہے اور اس پر
کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے۔

افکار و اخبار

- ★ تنظیم آزادی فلسطین اور عالم اسلام کے منہ پر تھپیڑ
- ★ پاکستان میں شیعہ آبادی کا جائزہ
- ★ تعلیمی درسگاہوں میں اسلامی تعلیمات کی پامالی
- ★ اہل حق میں ہم آہنگی کی ضرورت
- ★ اسلام کون چاہتا ہے

تنظیم آزادی فلسطین اور عالم اسلام کے منہ پر تھپیڑ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۸۳ء کو خلیج ٹائمز میں مشہور اخبار حقائق میں مندرجہ ذیل مضمون اس عنوان سے شائع ہوا کہ عالم اسلام کی ہمدردیاں تنظیم آزادی کے کام نہ آسکیں۔ جو ایک طرف تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک طعنہ تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کی بیداری کے لیے کھلا سبق بھی۔ مضمون میں اسلامی حکومتوں کے ماضی سے زمانہ حال تک کا ذکر موجود ہے۔ قارئین الحق کے لئے اس مضمون کا ترجمہ ارسال ہے

جب سے اسرائیل کی آزاد مملکت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اسی دن سے فلسطینیوں کی بربادی اور بیخ کنی کا آغاز بھی ہوا۔ فلسطینیوں کی آزادی کو سلب کرنے اور ان کے بنیادی حقوق چھیننے کے لئے اسرائیل نے باقاعدہ باقاعدہ جنگیں لڑیں گو کہ فلسطینیوں نے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے بڑی بہادری سے اسرائیلی غاصبوں کا مقابلہ بھی کیا لیکن فلسطینی مسلمان اس جنگ میں یکہ و تنہا تھے۔ اور اسرائیل کے ساتھ امریکہ جیسی سپر طاقت بھی ان کی پشت پناہی کرتی رہی۔ اور اب تو کئی ممالک نے مل کر فلسطینی مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بھی کر لیا ہے۔

اسرائیل نے جتنی جنگیں فلسطین کے خلاف لڑیں۔ ان کے سامنے دو بنیادی اور اہم مقاصد تھے۔ ایک یہ اگر بہادری سے نہ لڑے تو شرمناک شکست بھی ہوگی اور اسرائیل کے وجود کو خطرہ بھی لاحق رہے گا۔ اگر کامیاب ہو گئے تو مسلمان ممالک سے آزاد اسرائیل کو حق اور موقعہ بھی مل جائے گا۔ چاہے اس کے لئے اسرائیل کو کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسرائیل کی اسلام دشمنی اور ناپاک عزائم سے آگاہ رہنا چاہئے۔ گو کہ اسرائیل کی پشت پناہی بڑی طاقتیں بھی کر رہی ہیں لیکن ان میں خود بھی بہادری اور جرأت موجود ہے۔ ان کی بہادری کا بین ثبوت عراق پر اسرائیلی حملہ ہے۔ جس نے عراق کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ حالاں کہ اسرائیل کی کل آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ اور اس کے مقابلے میں عربوں کی آبادی ۱۰ کروڑ ہے۔

عربوں کے پاس افرادی اور مادی دونوں قوتیں اسرائیل سے زیادہ ہیں لیکن عربوں کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ شرمناک ذلت سے دوچار ہوتے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب کہ فلسطینیوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ اور عربوں کے ہنگامی اجلاس اور احتجاج کاغذ کی سطح سے نہ اٹھ سکے۔

اس وقت فلسطینیوں کو جو مصائب درپیش ہیں اور ان کو امریکہ، فرانس، اٹلی اور شام نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ لہٰذا عربوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور ذاتی تمام دشمنیوں کو بالائے طاق رکھ کر فلسطینیوں کی مدد کے لئے ایک ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ دنیا کے لئے ایک نمونہ قائم ہو جائے۔ (اخبار تقافی رتھ ۲۶ نومبر ۸۳ء تقافی لیبٹر)

پاکستان میں شیعہ آبادی | پاکستان میں شیعہ آبادی کا جائزہ بڑا ضروری ہے گو ہم فرقہ پرستی کو لعنت سمجھتے ہیں لیکن اہل تشیع کچھ زیادتیاں کر رہے ہیں۔ اور اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر بیان کر کے حکومت اور کم علم لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے الحق میں شائع شدہ جائزہ کے طریق کار اور نتائج کے ساتھ مکمل اتفاق ہے۔ ذاتی طور پر میں نے پشاور، کوہاٹ، بنوں، ہزارہ، اٹک، راولپنڈی۔ سرگودھا۔ خوشاب۔ جہلم اور گجرات کے کافی گاؤں دیکھے ہوئے ہیں۔ اور پورے پاکستان کا مشاہدہ بھی کافی ہے۔

ضلع سرگودھا میں خوشاب کو شامل کرتے ہوتے شیعہ حضرات صرف خوشاب، شاہ پور، بھلوال، ساہیوال، جیسے چند قصبوں میں ملتے ہیں۔ جو وہاں کی آبادی کا دو سے تین فیصد ہوں گے اور سینکڑوں گاؤں میں شیعہ نام کے لوگوں سے لوگ واقف بھی نہیں۔ یعنی ایک ہزار گاؤں میں سے کوئی پندرہ بیس گاؤں میں چند شیعہ حضرات ہوں گے لیکن اکثر شیعہ سے سنا گیا ہے کہ اس ضلع میں ان کی آبادی ۱۰ فیصد ہے۔ حالاں کہ ان کی آبادی ایک فی صد سے بھی کم ہوگی۔

ضلع جہلم میں چکوال کے گرد و نواح کو چھوڑ کر اور ضلع اٹک میں گرد و نواح کو چھوڑ کر دونوں ضلعوں کے باقی ہزار گاؤں میں شیعہ حضرات نام کو نہیں۔

بلوچستان میں ہزارہ قبائل کو چھوڑ کر اور کوئی شیعہ نہیں اور یہ لوگ صرف کوئٹہ میں ہیں۔ سندھ میں تالپور خاندان کے علاقوں میں کچھ شیعہ ہیں۔ پنجاب میں جھنگ اور ملتان کے نزدیک کچھ شیعہ ہیں۔ لیکن ان کی آبادی کسی بھی علاقہ میں دس فیصد سے زیادہ نہیں۔ سیالکوٹ اور گجرات میں شیعہ آبادی بہت کم ہے۔ یہی حال بنوں اور ہزارہ کا ہے۔ کوہاٹ میں کچھ شیعہ حضرات ہیں۔ لیکن وہ بھی محدود علاقوں میں۔ کیا ہی بہتر ہو کہ آپ کے اور دیگر اہم مدارس کے طالب علم اپنے اپنے علاقوں کے شیعہ حضرات کی صحیح تعداد کا حساب لے کر آپ کے "جائزہ نگار" کو دیں تاکہ ملک کے اخباروں میں وہ ایک مکمل مضمون لکھیں۔ (امیر افضل خان۔ ذی شان کالونی۔ راولپنڈی)

تعلیمی درسگاہوں میں اسلامی تعلیمات کی پامالی | زنانہ تعلیمی درسگاہوں میں مرد سٹاف کی بھرتی اور تعین اور تقریبات کے موقعوں پر مہمان خصوصی کے طور پر مرد حضرات کو بلانا اور لڑکیوں سے مصافحہ کروانا ہمارے معاشرہ میں ایک عام معمول بن چکا ہے۔ جو کہ شعائر اسلام کی توہین ہے۔

اخبارات و رسائل میں یہ خبریں پڑھ کر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ کہ ان تعلیمی درس گاہوں میں

ڈرامے اور ناچ گانے کی محفلیں ثقافتی پروگراموں کے تحت عام منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ جو اسلامی تعلیم کی نفی ہیں۔

مزید برآں طالبات کو غیر محرم سٹاف ممبران کے ساتھ تفریحی دوروں پر جانا اور ان کے ساتھ آزادانہ گھومنا پھرنا۔ اور گھل مل کر ان کے ساتھ تصاویر کھنچوانا کسی طرح بھی شریعت میں جائز نہیں۔ بلکہ احکام اسلام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

لہٰذا حکومت کو چاہیئے کہ زنانہ تعلیمی درس گاہوں میں اس بے راہ روی اور بے حیائی کو رد کرنے کے لئے فوری موثر اقدام کرے۔ کیونکہ اس کے بغیر ملک میں اسلامی نظام کا قیام محال ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت نظام اسلام کے نفاذ و ترویج کے لئے اپنی گرفت مضبوط کرے۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس عملی طور پر بحال کرائیں۔ شعائر اسلام کا احترام اور بے پردگی کا خاتمہ کرائیں۔ وی سی آر کے ذریعہ غیر ملکی فلمیں معاشرے میں فحاشی اور فساد برپا کر رہی ہیں۔ جن سے تعلیمی درس گاہوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کردار بگڑ رہا ہے۔ اگر یہی حال رہا تو پھر اسلام کا نعرہ شناخوں کو قینچی اور جڑوں کو درانتی سے کاٹنے کے مترادف ہو گا۔　　(محمد الیاس۔ محلہ شاہ نصیب دریائی۔ بھیرہ)

اہل حق میں ہم آہنگی کی ضرورت | الحق میں مجلس شوریٰ کی کارروائی کی رپورٹ کا مفصل طور پر مطالعہ کیا۔ اور پڑھ کر دل کو راحت اور سکون میسر ہوا۔ کیونکہ آپ کی طرف سے دل و دماغ کافی شبہات اور گرانی سے آلودہ تھے۔ مجلس شوریٰ میں آپ کی سرگرمی و تحریک و تقاریر کا مطالعہ کرنے کے بعد یقین کریں کہ دل پر ایک بڑا بوجھ تھا جواب ختم ہو چکا ہے۔ یقیناً علماء دیوبند کا ہر خادم اپنی جگہ ایک آفتاب ہے۔ خدا آپ کو اس طرح جرأت اور استقامت کے ساتھ اپنے فرض "کلمۃ الحق" کی ادائیگی کی توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین

مولانا محترم آج ہمیں اور آپ کو یہ تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ علماء دیوبند کے لازوال مشن میں ایک بڑا خلا پیدا ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ علماء حضرات کا آپس میں انتشار و اختلاف ہے۔ مجلس شوریٰ کو ہی لے لیں۔ آپ اپنے طور پر کھل کر ہر مسئلے کے بارے میں آواز حق بلند کرتے ہیں۔ اکثر دوسرے اراکان آپ کی تقاریر میں بار بار مداخلت کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ارکان کا ایک موثر گروپ ہونا چاہیئے۔ اگر دہریئے اور کمیونسٹ ذہنوں کی طرف سے کوئی قرار داد خلاف اسلام ہو یا اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں کوئی بات کہی جائے تو ہمارے تمام ارکان کو مل کر اس کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ یقیناً علماء دیوبند کی یہ شان رہی ہے کہ ناموافق سے ناموافق حالات کا بھی انہوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دریا میں اترنے سے پہلے سب کچھ سوچ لینا چاہیئے۔ لیکن جب اتر گئے تو موجوں کا شکوہ فضول ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے ہی غوطے میں خونخوار نہنگوں سے سامنا ہو جائے۔ لیکن جو شخص سمندر میں کودتا ہے اسے نہنگوں کے وجود سے بے خبر نہیں ہونا چاہیئے　　(محمد سلیم میڈیکل سٹوڈنٹ۔ نواب شاہ)

اسلام کون چاہتا ہے | آج ملک جن حالات سے گذر رہا ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ عوام نہیں بلکہ
مدعیان سیاست اور ارباب اقتدار کے درمیان اعتماد اٹھ گیا ہے اور موجودہ حکومت کو ہٹانے کے لئے ایڑی
چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا جا رہا ہے سندھ میں جو لوٹ
کھسوٹ کا بازار گرم کیا گیا وہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اور یہ سب کچھ بقول ان کے بحالی جمہوریت کے لئے
ہو رہا ہے۔ اور یہ مطالبہ ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں خواہ ایم آر ڈی میں شامل ہیں یا نہیں کر رہی ہیں۔ اس مطالبہ
کی وجہ سے ان جماعتوں اور پارٹیوں سے تو کوئی گلہ نہیں جن کے منشور میں اول ہی سے اسلام کا نام نہیں۔ ہاں وہ
جماعتیں جن کا مقصود ہی اسلام ہے ان سے ضرور گلہ آتا ہے کہ یہ تو معلوم ہے کہ جمہوریت اسلام کے منافی ہے
اور اپنے ملک اور دیگر ممالک میں جمہوریت کے وہ نتائج دیکھے گئے ہیں جو اسلام کے سراسر خلاف ہیں۔ کیا
برطانیہ میں لواطت کا جواز اس جمہوریت کا کرشمہ نہیں اور کیا ہماری سابقہ حکومت نے اسمبلی میں جمہوریت
کی برکت سے سودی نظام کے خاتمہ پر مولانا عبدالحق مدظلہ کی قرارداد کو مسترد نہ کیا؟ تو جب کہ جمہوریت کا ایک لعنت
ہونا متعین ہے۔ تو اسلام کے دعوے دار جب کہ اس کا مزہ کئی بار چکھ چکے ہیں اس لعنت کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں۔
آج جب کہ حکومت بھی اسلام کا دعویٰ کر رہی ہے اور صدر مملکت کئی موقعوں پر یہ اعلان کر چکے ہیں کہ:۔
"میں اسلام کے لئے آیا ہوں اور اسلام کو نافذ کر کے رہوں گا"
تو اسلامی جماعتوں کا فرض تھا کہ وہ اپنے سابقہ مطالبہ نفاذ اسلام پر خوب زور دیتے تاکہ ملک کو اسلامی
نظام مل جاتا اور نظریہ پاکستان کا وہ پرانا خواب شرمندہ تعبیر ہو جاتا۔
اب رہا یہ سوال کہ صدر مملکت اس دعویٰ میں سچے نہیں تو یہ کوئی وزنی بات نہیں ہے۔ کیونکہ علیم
بذات الصدور تو صرف ایک ذات خداوندی ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ صدر مملکت اس دعویٰ میں سچے نہیں
و پھر چاہیئے تھا کہ صدر صاحب سے کہا جاتا کہ اتنے عرصے میں اس دعویٰ کو سچا کر کے دکھائیں ورنہ پھر ہم نفاذ
سلام کے لئے تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔ مگر بدقسمتی سے صدر سے ایسا کوئی مطالبہ جماعتی شکل میں نہ کیا گیا
ورنہ اس کے خلاف کوئی تحریک چلائی گئی کہ وہ اسلام کو نافذ نہیں کر رہے یا اس عمل میں سستی کا ارتکاب کر رہے
ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس اگر تحریک چلائی جاتی ہے تو بحالی جمہوریت کے لئے۔
ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ صدر صاحب اس دعوے میں سچے ہیں یا نہیں جس طرح کہ ہم پہلے اشارہ
کر چکے ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ صدر صاحب کی نفاذ اسلام کے بارہ میں رفتار بے حد سست ہے۔ اور اس وجہ
سے اسلام کے شیدائیوں کے دلوں میں یقیناً شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا صدر صاحب کا فرض ہے کہ وہ
سستی کو ختم کریں اور جلد اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کر کے دکھائیں۔ تاکہ خدا اور قوم کے سامنے عہدہ برآ ہوتے

باقی ص۵۸ پر

مولانا عبدالقیوم حقانی

دارالعلوم کے
شب و روز
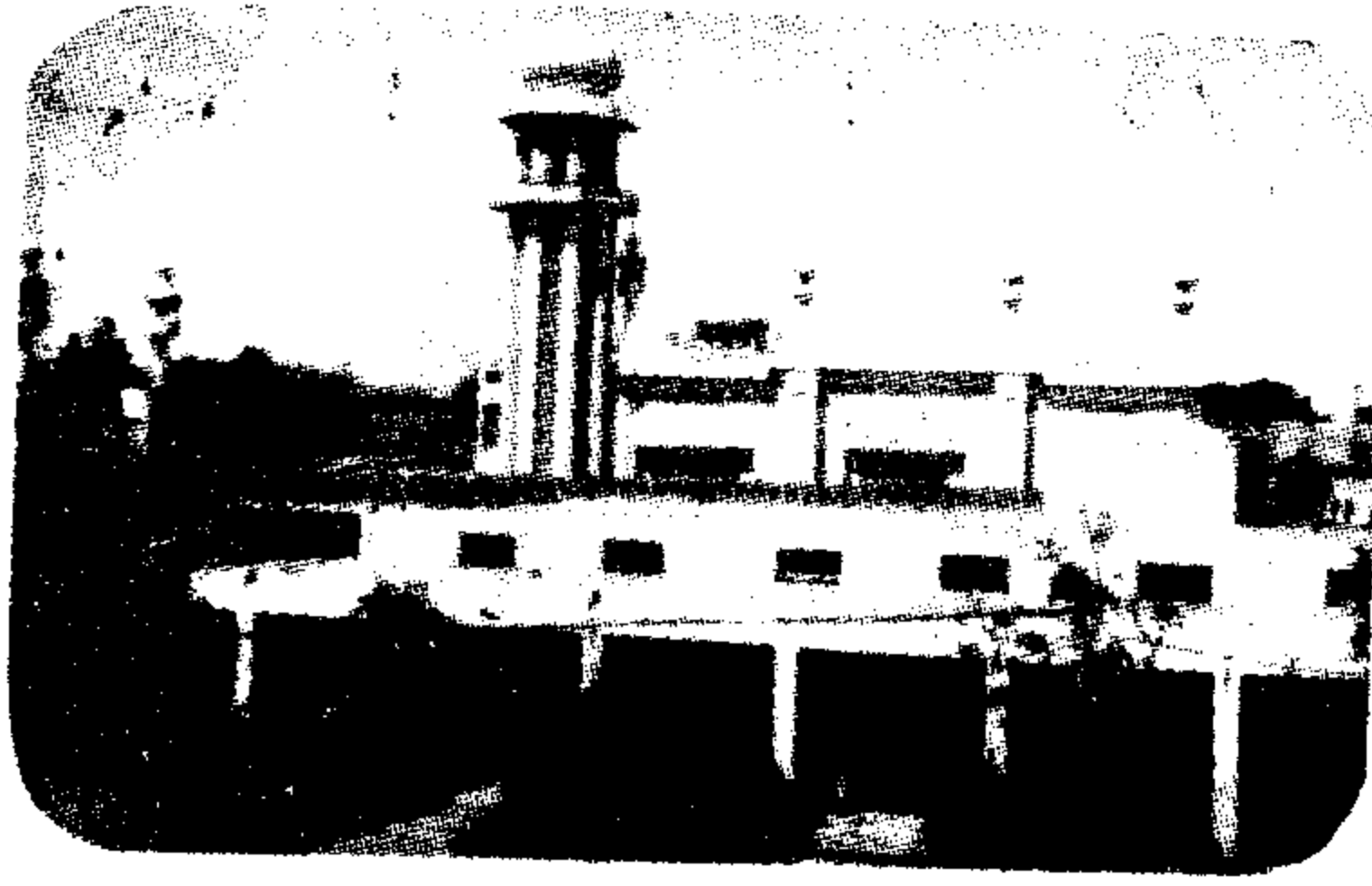
ختم بخاری برائے ایصال ثواب و رفع مشکلات | ۲۰ نومبر کو ختم بخاری کی تقریب منعقد ہوئی۔ دارالعلوم کے فاضل اساتذہ اور طلباء دارالحدیث میں جمع ہوئے۔ اور بخاری شریف کا ختم کیا گیا۔ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب، حضرت علامہ شمس الحق افغانی، مولانا عبدالحلیم زروبوی و جملہ اکابر دیوبند اور امت مسلمہ کی روحوں کو ایصال ثواب کیا گیا۔ دارالعلوم کے فضلاء، معاونین، منتظمین و متعلقین سب کی ترقی درجات کی دعائیں کی گئیں اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مختصر خطاب بھی فرمایا جو قریبی اشاعت میں شریک کر دیا جائے گا۔

نادیۃ الادب کی ایک تربیتی تقریب | طلباء کی علمی و عملی تحریری و تقریری۔ ذہنی اور فکری اور مطالعاتی صلاحیتوں کو ابھارنے اور جلا دینے کی غرض سے "نادیۃ الادب" کی ایک تربیتی تقریب منعقد ہوئی جس کی تین نشستیں ہوئیں۔

۷ر دسمبر کو بعد از نماز عشاء حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی نے جہاد اکبر کے موضوع پر اسلاف امت اور اکابر علماء دیوبند کے علمی و عملی اور روحانی ترقیات و مراتب اور جہاد بالنفس کے عبرت انگیز واقعات اور موثر تاریخ بیان فرمائی۔ اور طلباء کو اپنے اسلاف کی طرح خلوص و للہیت اختیار کرنے کی دلنشین انداز سے تلقین کی جب کہ اسی روز بعد العصر مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی (فیصل آباد) نے حضرت شیخ الہند اور اکابر علماء دیوبند کے عظیم تاریخی کردار کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ دوسرے روز ۸ دسمبر کو تیسرے اجلاس میں مولانا عبداللطیف صاحب (جہلم) نے خلافت راشدہ کے موضوع پر سیر حاصل عالمانہ بحث کی۔ اور موجودہ دور میں اس مسئلہ کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی۔ ہر سہ حضرات نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات بھی کی۔

تربیتی کورس | ۲۰-۲۱ر دسمبر حسب سابق اس سال بھی رورل اکیڈیمی پشاور کے زیر اہتمام ملک بھر سے چاروں صوبوں اور مختلف اضلاع کے ۴۳ بڑے آفیسرز دو روز کے تربیتی پروگرام پر دارالعلوم تشریف لائے اور یہاں کے دئے ہوئے مرتب پروگرام کے مطابق علمی استفادہ کرتے رہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب کے درس ترمذی میں شرکت کی غرض سے دورہ حدیث کے طلباء کے ساتھ چٹائیوں پر گھلے ملے بیٹھے رہے۔ اس کے علاوہ

دارالعلوم کے فاضل اساتذہ کرام مولانا مفتی محمد فرید صاحب، مولانا غلام الرحمن صاحب۔ مولانا قاری عبداللہ صاحب اور راقم نے مختلف موضوعات پر لیکچر دئیے۔ جاتے وقت اکیڈمی کے چیئرمین نے کہا کہ ہم اپنے سہ ماہی تربیتی پروگرام میں دارالعلوم میں گذرے ہوئے دو روز کو تمام کورس کی روح سمجھتے ہیں۔

واردین و صادرین ۲۰ جنوری۔ حرکت انقلاب اسلامی کے امیر جناب خلیفہ عبدالواحد صاحب مجاہدین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی اور بعض اہم امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ان کے ساتھ مولانا حمداللہ جان صاحب ڈاگئی بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

★ ۲۱ جنوری۔ مدرسہ امینیہ دہلی کے مہتمم مولانا مفتی محمد ضیاء الحق صاحب تشریف لائے۔ دفتر اہتمام میں مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کی۔ دارالعلوم کے تمام شعبہ جات دیکھے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بھی اُن کے دولت کدہ پر ملاقات کی۔

اظہار تعزیت اور دعا کی اپیل ۷ دسمبر ۱۹۸۳ء۔ حضرت شیخ الحدیث کے چچازاد بھائی جناب عبدالہادی صاحب جو کافی عرصہ سے علیل اور صاحب فراش تھے انتقال کر گئے۔ مرحوم حضرت شیخ کو بے حد عزیز اور خاندانی بزرگ تھے ۲ بجے ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کے علاوہ علاقہ بھر کے لوگ جوں جوں خبر ہوتی رہی پہنچتے رہے تاکہ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کر سکیں۔ نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث نے پڑھائی۔

★ پچھلے ماہ جناح ہسپتال کراچی کے شعبہ امراض قلب کے ماہر سرجن ڈاکٹر محمد رحمان صاحب کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ سرجن صاحب موصوف کا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مخلصانہ تعلق ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ڈاکٹر صاحب کی تعزیت کے لئے ان کے گاؤں بڈھنی ضلع پشاور بھی تشریف لے گئے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: افکار و اخبار

کے ساتھ آخرت میں سرخرو اور سرفراز ہوں۔

آخر میں صدر صاحب سے واضح الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس سست رفتاری کو ختم نہ کیا اور جلد از جلد ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے اس کے مطابق عمل درآمد شروع نہ کیا تو آپ یقین جانیے کہ ملک میں لادینیت آئے گی۔ جیسا کہ حالات حاضرہ اس کا واضح ثبوت ہے جس کی تمام تر ذمہ داری بحیثیت ایک مسلمان حکمران کے آپ ہی کے کندھوں پر ہوگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کا حشر دنیا اور آخرت میں سابق حکمرانوں سے کوئی جداگانہ نہ ہوگا۔

تو مشو مغرور از حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

مولانا سیف اللہ مدرس جامعہ حلیمہ۔ نائب صدر سواد اعظم اہلسنت
لکی مروت بیرو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

ع . ق . ادارہ

تعارف وتبصرۂ کتب

تحفۂ علم وحکمت | تالیف ۔ ابوعامر مولانا محمد اسحاق خان ۔ صفحات ۵۴۲ ۔ قیمت ۵۰ روپے

پتہ ۔ دارالعلوم تعلیم القرآن ۔ پلندری ۔ پونچھ آزاد کشمیر ۔

" تحفۂ علم وحکمت " ، علامہ محی الدین نووی کی جمع کردہ چالیس حدیثوں اور علامہ ابن رجب حنبلی کی دس حدیثوں کو شامل کرکے گویا پچاس حدیثوں کی یہ مفصل اور دلنشیں اردو شرح ہے جس میں مؤلف نے حالات حاضرہ ، گردو پیش کے مسائل ، اخذ ونتائج اور بیان وفوائد میں یکجا طور اہم خصوصیات جمع کردیں ۔ اور جگہ جگہ منحرفین اہل بدع وہوی اور مودودیین کا بھی خوب نوٹس لیا ہے ۔ مسئلہ بشریت انبیاء اور علم غیب کی حقیقت بھی ٹھوس دلائل سے ثابت کی ہے ۔

مؤلف کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے وہاں کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن ہونے کے علاوہ اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات کے بھی رکن ہیں ۔ مولانا محمد یوسف خان (دارالعلوم پلندری) مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا خیر محمد جالندھری سے اکتساب فیض کیا ہے ۔ اور چار سال تک مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے ۔ اور وہاں مسجد نبوی میں درس قرآن بھی دیتے رہے ہے ۔ آپ کے دینی ، تعلیمی ، سیاسی ، سماجی خدمات اور تصنیف وتالیف کے میدان میں کارہائے نمایاں نے آپ کو علمی حلقوں میں مقبولیت بخشی اور اب ۵۴۲ صفحات کا " تحفۂ علم وحکمت " واقعۃً موصوف کا ایک عظیم علمی شاہکار اور گراں قدر تحفہ ہے ۔ جو اسلامیان ملت کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے ۔ کتابت وطباعت اعلیٰ ، جلدبندی عمدہ ، طرز تحریر سلیس ، دلنشیں اور آسان اتنا کہ ہر پڑھا لکھا آدمی اس سے بآسانی استفادہ کرسکتا ہے ہر طبقہ کے لئے بیحد مفید ہے ۔

ماہنامہ الخیر | پتہ ۔ جامعہ خیر المدارس ۔ اورنگ زیب روڈ ملتان ۔ صفحات ۴۰۰ ۔ فی پرچہ ۳ روپے سالانہ چندہ ۳۰ روپے ۔

جامعہ خیر المدارس ایک قدیم اور عظیم دینی درسگاہ ہے جس کے بانی علامہ مولانا خیر محمد جالندھری ہیں ۔

جامعہ جب سے قائم ہوا ہے تب سے "الخیر" کی اشاعت و تبلیغ اور تعلیم و تفہیم جاری ہے۔ بحمداللہ کہ اب جواں ہمت نوجوان فاضل مولانا محمد حنیف صاحب جو مولانا خیر محمد صاحب کے پوتے اور جامعہ خیر المدارس کے مہتمم ہیں۔ اور مولانا محمد ازہر اور ان کے مخلص رفقاء کے بلند ہمتی کے صدقے ماہنامہ "الخیر" کے اجراء کی صورت میں جامعہ خیر المدارس کے تفہیم خیرات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے الخیر کا نقش اول و ثانی موجود ہے۔ از اول تا آخر توقعات سے بڑھ کر "الخیر" کو "خیر ہی خیر" پایا۔ مضامین معیاری، اداریے جاندار، مضامین کا تنوع و انتخاب، معیاری کاغذ، بہترین کتابت، عمدہ طباعت اور رنگین سرورق، الغرض الخیر ایک حسین گلدستہ ہے۔ جو گلشن علم نبوت کی زینت ہے۔ علمی اور ادبی حلقوں سے پذیرائی کی پُر زور سفارش ہے۔ ادارہ "الحق" اپنے معاصر "الخیر" کے اجراء پر مولانا محمد حنیف اور مولانا محمد ازہر اور الخیر کی مجلس ادارت کے تمام رفقاء کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

دیواریں اور غاریں | مؤلف۔ پرنسپل حافظ نذر احمد۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۲۸۸۔ قیمت پندرہ روپے

ملنے کا پتہ۔ مسلم اکادمی۔ محمد نگر $\frac{29}{18}$ لاہور ۵

مؤلف صاحب قلم ادیب ہیں۔ اور علمی حلقوں میں متعارف ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آپ کی تازہ تالیف ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ کتاب کا تعلق تاریخ سے ہے۔ اہم تاریخی دیواریں، کنوئیں، غاریں اور وادیاں جن کا آثار مذاہب اور آثار قدیمہ سے گہرا تعلق ہے اور اب تاریخ کا گم شدہ ورق بن کر رہ گئے ہیں۔ مؤلف نے اس سلسلہ میں اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ کتاب کے بیس عنوانات سے متعلق سترہ نقشے، خاکے اور تصاویر بھی شامل ہیں۔ جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مسئلہ تکفیر اور اکابر دیوبند | از علامہ شمس الحق افغانیؒ۔ باہتمام محمد ادریس حقانی۔ شعبہ تصنیف دارالعلوم اسلامیہ عربیہ شیر گڑھ۔ مردان۔ قیمت چار روپے

رسالہ کی عظمت، مضمون کی اہمیت اور علمی ثقاہت کے لئے یہ بات کافی ہے۔ کہ شمس العارفین حضرت علامہ افغانی اس کے مؤلف ہیں۔ مسئلہ تکفیر اور اکابر دیوبند دراصل حضرت افغانی کا علمی و تحقیقی مقالہ ہے جو ماہنامہ "الرشید" کے دارالعلوم دیوبند میں شائع ہوا تھا۔

مولانا محمد ادریس حقانی جو دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور دارالعلوم شیر گڑھ کے مدرس اور "الاصلاح" کے مدیر ہیں۔ اسے ایک علیحدہ کتابچہ کی صورت میں افادۂ عام کی غرض سے شائع فرمایا ہے۔ جو علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ قیمت واجبی ہے۔

معلم التجوید | تالیف۔ حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحات ۲۴۶ قیمت ۱۸ روپے

ناشر۔ مکتبہ القرآۃ۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

مولانا قاری محمد شریف صاحب، جن کا فیض اللہ رب العزت نے ہر جگہ پھیلایا۔ فن قرأت میں ایسی شخصیتیں نادر الوجود اور کمیاب ہیں کہ فن تجوید و قرأت میں خود باکمال ہونے کے ساتھ ساتھ تدریس وتعلیم میں ایک معیاری طریقہ اختیار کرکے باکمال تلامذہ پیدا کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ حضرت قاری صاحب مرحوم کو ودیعت فرمایا تھا۔ ساری زندگی قرآن و تجوید، تدریس و خدمت میں گذری۔

پیش نظر کتاب مرحوم کی سعی بلیغ اور عظیم کاوش کا نتیجہ ہے۔ جس میں تجوید کے جملہ مسائل نہایت سلیس، عام فہم، صاف اور عمدہ اور آسان طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ "معلم التجوید" طلبا رفن کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ جسے اب بہت سے دینی مدارس میں باقاعدہ طور درساً پڑھایا جارہا ہے۔

انصاف مرتبہ۔ مولانا محمد صابر۔ مولانا عبدالسلام۔ مولانا محمد امتیاز۔ صفحات ۱۳۶۔

پتہ۔ جمعیت اہلسنت والجماعت۔ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی۔

واہ کینٹ میں انوار رضا نامی تنظیم کی طرف سے "لاتفرقوا" نامی ایک کتاب شائع ہوئی جس میں علماء دیوبند اور ان کی دینی خدمات اور عظیم تاریخی کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "انصاف" اس کا ٹھوس مبنی بر حقیقت اور مدلل جواب ہے۔ اور اپنے موضوع کے لحاظ سے مختصر مگر جامع اور مفید کتاب ہے۔

کتاب مشکل الحدیث (عربی) للامام ابوبکر محمد بن الحسن بن فورک (م ۴۰۶ھ)

صفحات ۲۱۴۔ اشاعت دار الکتب العلمیہ۔ اکوڑہ خٹک

کتاب مشکل الحدیث ادارہ کی دوسری نادر اور عظیم علمی پیش کش ہے جس پر یہ علمی دنیا کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے۔ مشکل الحدیث "المصنفات فی الحدیث" کی ایک نوع ہے۔ جس میں مشکل المراد احادیث کا صحیح محمل اور متعارض احادیث کی تطبیق بیان کی جاتی ہے۔

علماء اور محدثین میں امام طحاوی کی "مشکل الآثار" کے بعد علامہ ابن الفورک کی کتاب "مشکل الحدیث" متداول اور معروف ہے جو کافی عرصہ سے نایاب تھی۔ دار الکتب العلمیہ نے اعلیٰ کاغذ اور عمدہ طباعت کے ساتھ علمی حلقوں کے لئے ایک نادر تحفہ پیش کیا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

STM-1/79

Crescent Communications International